بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

قادیان دار الامان

چہ گویم باتو گرائی چہار رقادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

جلد ۷	۲۵ محرم الحرام ۱۳۲۱ھ مطابق ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء عیسوی	نمبر ۱۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

"اعجاز التنزیل"

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تقریر جو آپ نے کلام الٰہی کے معجزہ ہونے کے متعلق فرمائی۔ ۲۰ نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح کو بوقت سیر۔ (ایڈیٹر)

اللہ تعالیٰ کا کلام جو اسکے برگزیدوں۔ رسولوں پر نازل ہوتا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ عظیم الشان اعجاز اپنے اندر رکھتا ہے اور کوئی شخص تنہا یا دوسروں کی مدد سے اسکی مثل لانے پر قادر نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی صرف ہمت کر دیتا ہے اور اس طرح اسکا معجزہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ وہ بار بار مخالفوں کو اسکی مثال لانے کی دعوت اور تحدی کرتا ہے۔ لیکن کوئی اسکے مقابلہ کے لئے نہیں اٹھ سکتا۔ قرآن شریف جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کامل معجزہ ہے۔ دوسری کتابوں کی نسبت ہم نہیں کہہ سکتے کہ ایسی تحدی کی گئی ہو۔ جیسی قرآن شریف نے کی ہے اگرچہ ہم اپنے تجربہ اور قرآن شریف کے معجزہ کی بنا پر یہ بیان لاتے ہیں کہ خدا کا کلام ہر حال میں معجزہ ہوتا ہے لیکن قرآن شریف کا اعجاز جس کاملیت اور جامعیت کے ساتھ معجزہ ہے۔ دوسرے کو ہم اس جگہ پر نہیں رکھ سکتے کیونکہ بہت سی وجوہ اور صورتیں اسکے معجزہ ہونے کی ہیں اور کوئی شخص اس کی مثال بنانے پر قادر نہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ کلام الٰہی معجزہ نہیں ہو سکتا وہ بڑے ہی گستاخ اور دلیر ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے اور دیکھتے کہ خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق بے مثل اور لا نظیر ہے پھر اسکے کلام کی نظیر کیسے ہو سکتی ہے؟ ساری دنیا کے مدبر اور صناع مگر اگر ایک تنکا بنانا چاہیں تو بنا نہیں سکتے پھر خدا کے کلام کا مقابلہ وہ کیسے کر سکتے؟

محض کلام کے اشتراک یا الفاظ کے اشتراک سے یہ کہہ دینا کہ کوئی معجزہ نہیں نری حماقت اور اپنی موٹی عقل کا ثبوت دینا ہے۔ کیونکہ ان اعلیٰ مدارج اور کمالات پر ہر شخص اطلاع نہیں پا سکتا۔ جو باریک بین نگاہ دیکھ سکتی ہے۔

میرا یہ مذہب ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خالص کلام حل کی طرح چمکتی ہے۔ لیکن با این ہمہ قرآن شریف آپ کی خالص کلام سے بالکل الگ اور ممتاز نظر آتا ہے۔ اسکی وجہ کیا ہے؟

ہر چیز کے مراتب ہوتے ہیں مثلاً کپڑا ہے۔ تو ایک کپڑا ہے کھدر۔ ململ۔ اور خاصہ۔ لٹھہ۔ محض کپڑا ہونے کی حیثیت سے تو کپڑا ہی ہیں اور اس لحاظ سے کہ وہ سفید ہیں بظاہر ایک مساوات رکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور ریشم بھی سفید ہوتا ہے۔ لیکن کیا ہر آدمی تمیز جانتا کہ ان سب میں جدا جدا مراتب ہیں اور امتیاز فرق پایا جاتا ہے؟

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

پس جس طرح پر ہم سب اشیاء میں ایک امتیاز اور فرق دیکھتے ہیں اسی طرح کلام میں بھی مراتب اور مراتب ہوتے ہیں جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام جو دوسرے انسانوں کے کلام سے بالاتر اور عظمت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک پہلو سے اعجازی حد تک پہونچتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے کلام کے برابر وہ بھی نہیں تو پھر اور کوئی کلام کیونکر اس سے مقابلہ کر سکتا ہے؟

یہ تو موٹی اور بدیہی بات ہے کہ جس کو ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ قرآن شریف معجزہ ہے لیکن اس کے سوا اور بھی بہت سے وجوہ اعجاز ہیں۔ خدا تعالیٰ کا کلام اسقدر خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ جو پہلی کسی کتاب میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں۔ اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں۔

کیونکہ کلام الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصل یہ ہے کہ جسقدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے جس پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اسی قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھکر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہونچا۔ کیونکہ آنحضرت کی استعداد

صبح کی سیر

۹ - اپریل سنہ ۱۹۰۳ء

حق و باطل فرمایا حق اپنے زور اور قوت سے چلتا اور اسکے ساتھ باطل بھی ضرور چلتا ہے لیکن باطل اپنی قوت اور طاقت سے نہیں چلتا بلکہ حق سے پرے چلتا ہے کیونکہ حق چاہتا ہے کہ ساتھ ساتھ کچھ باطل بھی چلے تاکہ تمیز ہو۔ کاذبوں اور منکروں کے وجود سے بہت سی تحریکیں ہو جاتی ہیں اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے دن ہی سارا مکہ آمنا و صدقنا کہکر ساتھ ہو لیتا تو پھر قرآن شریف کا نزول اسی دن بند ہو جاتا اور وہ اتنی بڑی کتاب نہ ہوتی۔ جس قدر زور سے باطل حق کی مخالفت کرتا اسی قدر حق کی قوت اور رفتار تیز ہوتی ہے۔ زمینداروں میں بھی یہ بات مشہور ہے کہ جتنا جیٹھ ہاڑ تپتا ہے اسی قدر ساون میں بارش زیادہ ہوتی ہے یہ ایک قدرتی نظارہ ہے۔ حق کی جسقدر زور سے مخالفت ہو اسی قدر وہ چمکتا اور اپنی شوکت دکھاتا ہے۔

ہم نے خود آزما کر دیکھا ہے کہ جہاں جہاں ہماری نسبت زیادہ شور و غل ہوا ہے وہاں ایک جماعت تیار ہو گئی۔ اور جہاں لوگ اس بات کو سن کر خاموش ہو جاتے ہیں وہاں زیادہ ترقی نہیں ہوئی۔ فتح کے لئے اول لڑائی کا ہونا ضروری ہے اگر لڑائی نہ ہو تو فتح کا وجود کہاں سے آئے۔ پس اسی طرح اگر حق کی مخالفت نہ ہو تو اس کی صداقت کس طرح کھلے۔

قصر نماز نماز کے قصر کرنے کے متعلق سوال کیا گیا کہ جو شخص یہاں آتے ہیں وہ قصر کریں یا نہ۔ فرمایا جو شخص تین دن کے واسطے یہاں آوے اسکے واسطے قصر جائز ہے۔ میری دانست میں جس سفر میں عزم سفر ہو پھر خواہ وہ تین چار کوس ہی کا سفر کیوں نہ ہو اس میں قصر جائز ہے۔ یہ ہماری سیر سفر نہیں ہے۔ ہاں اگر امام مقیم ہو تو اسکے پیچھے پوری ہی نماز پڑھنی پڑے گی۔ حکام کا دورہ سفر نہیں ہو سکتا۔ وہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنے باغ کی سیر کرتا ہے۔ خواہ نخواہ قصر کرنے کا تو کوئی وجود نہیں۔ اگر دوروں کی وجہ سے انسان قصر کرنے لگے تو پھر یہ دائمی قصر ہوگا جسکا کوئی ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے۔ حکام کہاں مسافر کہلا سکتے ہیں۔ سعدی نے بھی کہا ہے ؎

منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زد و خوابگاہ ساخت

باجا اور آتشبازی نکاح پر باجا بجانے اور آتشبازی چلانے کے متعلق سوال ہوا۔ فرمایا ہمارے دین میں دین کی بنا یسر پر ہے۔ عسر پر نہیں۔ اور پھر انما الاعمال بالنیات ضروری چیز ہے۔ باجوں کا وجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا۔ اعلان نکاح جس میں فسق و فجور نہ ہو جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں ضروری ہے کیونکہ اکثر دفعہ نکاحوں کے متعلق مقدمات تک نوبت پہنچتی ہے اور پھر وراثت پر اثر پڑتا ہے اس لئے اعلان کرنا ضروری ہے۔ مگر اس میں کوئی ایسا امر نہ ہو جو فسق و فجور کا موجب ہو۔ رنڈی کا تماشا آتشبازی فسق و فجور اور اسراف ہے۔ یہ جائز نہیں۔ باجے کے ساتھ اعلان پر پوچھا گیا کہ جب برات لڑکے والوں کے گھر سے چلتی ہے۔ کیا اسی وقت سے باجا بجتا جاوے یا نکاح کے بعد فرمایا ایسے سوالات اور جزئی در جزئی نکالنا بیفائدہ ہے اپنی نیت کو دیکھو کیا ہے اگر اپنی شان و شوکت دکھانا مقصود ہے تو فضول ہے اور اگر یہ غرض ہے کہ نکاح کا صرف اعلان ہو تو اگر گھر سے بھی باجا بجتا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے اسلامی جنگوں میں بھی تو باجا بجتا ہے وہ بھی ایک اعلان ہی ہوتا ہے۔

ایک اور سوال ایک زرگر کیطرف سے سوال ہوا کہ پہلے ہم زیوروں کے بنانے کی مزدوری کم لیتے تھے اور ملاوٹ ملا دیتے تھے۔ اب ملاوٹ چھوڑ دی ہے اور مزدوری زیادہ مانگتے ہیں تو بعض لوگ کہدیتے ہیں کہ ہم مزدوری وہی دیں گے جو پہلے دیتے تھے۔ تم ملاوٹ ملا لو۔ ایسا کام ہم ان کے کہنے سے کریں یا نہ کریں فرمایا کھوٹ والا کام ہرگز نہیں کرنا چاہیئے اور لوگوں کو کہدیا کرو کہ اب ہم نے توبہ کر لی ہے جو ایسا کہتے ہیں کہ کھوٹ ملا دو وہ گناہ کی رغبت دلاتے ہیں۔ پس ایسا کام ان کے کہنے پر بھی ہرگز نہ کرو۔ برکت دینے والا خدا ہے اور جب آدمی نیک نیتی کے ساتھ ایک گناہ سے بچتا ہے تو خدا ضرور برکت دیتا ہے۔

پھر سوال ہوا کہ ملا لوگ مردہ کے پاس کھڑے ہو کر اسقاط کرتے ہیں کیا اسکا کوئی طریق جائز ہے۔

فرمایا اسکا کہیں ثبوت نہیں ہے۔ ملاؤں نے ماتم اور شادی میں بہت سی رسمیں پیدا کر لی ہیں یہ بھی ان میں سے ایک ہے۔ ایک مختار عدالت نے سوال کیا کہ بعض مقدمات میں اگرچہ وہ سچا اور صداقت پر ہی مبنی ہو۔ مصنوعی [illegible] کا بنانا کیسا ہے۔

فرمایا اول تو اس مقدمہ کے پیروکار ہو جو بالکل سچا ہو۔ یہ تفتیش کر لیا کرو کہ مقدمہ سچا ہے یا جھوٹا۔ پھر سچ آپ ہی فتح حاصل کر لیگا۔ دوسرے گواہوں سے آپ کا کچھ واسطہ نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ موکل کا کام ہے کہ وہ گواہ پیش کرے۔ یہ بہت ہی بری بات ہے کہ خود تعلیم دیجاوے۔ کہ چند گواہ تلاش کر لاؤ اور ان کو یہ بات سکھا دو۔ تم خود کچھ بھی نہ کہو موکل خود شہادت پیش کرے خواہ وہ کیسی ہی ہو۔ پھر سوال ہوا کہ بعض باتیں واقع میں صحیح ہوتی ہیں۔ مگر مصلحت وقت اور قانون ان کے اظہار کا مانع ہوتا ہے تو کیا ہم لا تکتموا الشہادۃ کے موافق ظاہر کر دیا کریں۔

فرمایا یہ بات اسوقت ہوتی ہے جب آدمی آزاد بالطبع ہو۔ دوسری جگہ یہ بھی تو فرمایا ہے۔ لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ قانون کی پابندی ضروری شے ہے جب قانون روکتا ہے تو رکنا چاہیئے جبکہ بعض جگہ اخفاء ایمان بھی کرنا پڑتا ہے تو جہاں قانون بھی مانع ہو وہاں کیوں اظہار کیا جاوے جس راز کے اظہار سے فساد بربادی اور تباہی آتی ہو وہ اظہار کرنا منع ہے۔

پھر آتشبازی کے متعلق فرمایا کہ اس میں ایک جزو گندھک کا بھی ہوتا ہے اور گندھک وبائی ہوا صاف کرتی ہے۔ چنانچہ آجکل طاعون کے ایام میں مثلاً انار بہت جلد ہوا کو صاف کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص صحیح نیت اصلاح ہوا کے واسطے ایسی آتشبازی جس سے کوئی خطرہ نقصان کا نہ ہو چلاوے تو ہم اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ مگر یہ شرط اصلاح نیت کے ساتھ ہو کیونکہ تمام نتائج نیت پر مترتب ہوتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ صحابی نے گھر بنوایا اور آپ کو مجبور کیا کہ آپ اس میں قدم ڈالیں آپ نے اس مکان کو دیکھا اسکے ایکطرف کھڑکی تھی آپ نے دریافت کیا کہ یہ کس لئے بنائی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ ٹھنڈی ہوا کے آنے کے واسطے آپ نے فرمایا کہ اگر تو اذان سننے کے واسطے اس کی نیت رکھتا تو ہوا تو آ ہی جاتی اور تیری نیت کا ثواب بھی تجھے ملجاتا۔

۱۱ - اپریل سنہ ۱۹۰۳ء

فرمایا جب ہمیں یہ الہام ہوا تھا واصنع الفلک باعیننا و وحینا۔ اسوقت تو ایک شخص بھی ہمارا مرید نہ تھا۔ اگر یہ سلسلہ من عند غیر اللہ ہوتا تو آج تک الہی بخش کی طرح بیکار ہی پڑا رہتا۔ کیا یہ ثبوت کافی نہیں۔

الہی بخش تو میرے الہامات کے پیچھے پیچھے چلتا ہے ایسا کیوں کرتا ہے کہ الہام ہمارے سالہا سال سے شائع ہو چکے ہیں ان کی اب نقل کرتا ہے اصل میں جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اسیطرح حق بعون اللہ سے شناخت کیا جاتا ہے۔

اسی طرح یا مسیح الخلق عدوانا اس وقت سے چھپا ہوا اور شائع شدہ ہے جبکہ طاعون کا کہیں نام و نشان بھی نہ تھا اور اب آج طاعون کی وجہ سے لوگ آتے اور زبان حال سے کہتے ہیں یا مسیح الخلق عدوانا اور اکثر اپنے خطوں میں لکھتے ہیں۔ اب یا تو یہ ثابت کرو کہ یہ الہام ہمارا من گھڑت ہے اور ہم نے اپنی کوشش سے چند لوگوں کو اس کے عمل کرنے کے واسطے ملا لیا ہے یا یہ قبول کرو کہ یہ جو دو دو چار چار سو آدمی یکدم بیعت کرتے ہیں یہ خدا کی تائید ہے۔

جس زور کے طاعون کی وجہ سے لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں اس طرح کسی یقین چھوڑ وہم بھی نہ تھا کیونکہ یہ الہام اس وقت کا ہے جب ان لوگوں کا نام و نشان بھی نہ تھا اس لئے ان تمام ناموں کو محفوظ رکھا جاوے اور اگر ان لوگوں کا الگ رجسٹر نہ ہو تو رجسٹر بیعت ہی میں سرخی کے ساتھ ان کو درج کیا جاوے۔

ایک شخص کے سوال پر فرمایا کہ کنجنی کی بنوائی ہوئی مسجد میں نماز درست نہیں ہے۔

پھر ایک شخص نے پوچھا کیا قیامت کے دن بھی ہماری جماعت اسی طرح آپ کے آگے پیچھے ہوگی۔ فرمایا یہ تفصیلیں نہیں ہو سکتی ہیں یہ سوال طریق ادب سے بعید ہیں۔ یہ بات اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو۔

سوال ہوا کہ مخالف ہم کو مسجد میں نماز پڑھنے نہیں دیتے حالانکہ مسجد میں ہمارا حق ہے۔ ہم ان سے بذریعہ عدالت فیصلہ کر لیں۔ فرمایا ہاں اگر کوئی حق ہے تو بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرو فساد کرنا منع ہے کوئی دنگہ فساد نہ کرو۔

سوال ہوا کہ کیا مخالفوں کے گھر کی چیز کھا لینی جائز ہے۔ فرمایا نصاریٰ کی بھی ایک چیزیں بھی کھا لی جاتی ہیں۔ ہندوؤں کی مٹھائی وغیرہ بھی ہم کھا لیتے ہیں پھر ان کی چیز کھا لینا کیا منع ہے۔ ہاں نماز میں تو ہم نماز سے منع کرتا ہوں کہ ان کے پیچھے نہ پڑھو۔ اس کے سوائے دنیاوی معاملات میں بیشک شریک ہو احسان کرو۔ مروت کرو۔ اور ان کو قرض دو اور ان سے قرض لو اگر ضرورت پڑے اور صبر سے کام لو شاید کہ اس سے سمجھ بھی جاویں۔

ایک شخص نے عرض کی کہ میرے لئے دعا کرو کہ نماز کی توفیق اور استقامت ملے۔

فرمایا حقیقت میں جو شخص نماز کو چھوڑتا ہے وہ ایمان کو چھوڑتا ہے اس سے خدا کے ساتھ تعلقات میں فرق آ جاتا ہے۔ اس طرف سے فرق آیا تو معاً اس طرف سے بھی فرق آ جاتا ہے۔

پھر کسی شخص نے عرض کی کہ میرے سر پر ہاتھ رکھو۔ آپ نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور اس طرح پر اخلاق فاضلہ کا ثبوت دیا۔

۱۴ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء

بیماریوں کے ذکر پر فرمایا کہ بیماری کی شدت سے موت اور موت سے خدا یاد آتا ہے اصل یہ ہے کہ خلق الانسان ضعیفا۔ انسان چند روز کے لئے زندہ ہے۔ ذرہ ذرہ کا وہی مالک ہے جو حی و قیوم ہے جب وقت موعود آ جاتا ہے تو ہر ایک چیز السلام علیکم کہتی اور سامنے سے رخصت کر کے الگ ہو جاتے ہیں اور جہاں سے یہ آیا ہے وہیں چلا جاتا ہے۔

طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ آسمانی علاج ابھی تک لوگوں نے غیر مفید سمجھا ہوا ہے۔ ابھی تو بہ اور تقویٰ کی طرف پورا رجوع نہیں کیا مگر یاد رکھیں کہ خدا رجوع کرائے بغیر نہیں چھوڑے گا۔

مولوی عبد القادر صاحب لودہانوی نے سوال کیا کہ رکوع اور سجود میں قرآنی آیت یا دعا کا پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا سجدہ اور رکوع فروتنی کا وقت ہے اور خدا کا کلام عظمت چاہتا ہے۔ ماسوائے اسکے حدیثوں سے کہیں ثابت نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی رکوع یا سجود میں کوئی قرآنی دعا پڑھی ہو۔

رہن کے متعلق سوال ہوا آپ نے فرمایا کہ موجودہ تجاویز رہن جائز ہیں گذشتہ زمانہ میں یہ قانون تھا کہ اگر فصل ہوگئی تو حکام زمینداروں سے معاملہ وصول کر لیا کرتے تھے اگر نہ ہوئی تو معاف ہو جاتا اور اب خواہ فصل ہو یا نہ ہو حکام اپنا مطالبہ وصول کر ہی لیتے ہیں پس چونکہ حکام وقت اپنا مطالبہ کسی صورت میں نہیں چھوڑتے تو اسی طرح یہ رہن بھی جائز رہا کیونکہ کبھی فصل ہوتی اور کبھی نہیں ہوتی تو دونوں صورتوں میں مرتہن نفع و نقصان کا ذمہ دار ہے۔ پس رہن عدل کی صورت میں جائز ہے۔ آج کل گورنمنٹ کے معاملے زمینداروں سے ٹھیکہ کی صورت میں ہو گئے ہیں۔ اور اس صورت میں زمینداروں کو کبھی فایدہ اور کبھی نقصان ہوتا ہے۔ تو ایسی صورت عدل میں رہن بیشک جائز ہے۔

جب دودھ والا جانور اور سواری کا گھوڑا رہن باقبضہ ہو سکتا ہے اور اسکے دودھ اور سواری سے مرتہن فایدہ اٹھا سکتا ہے تو پھر زمین کا رہن تو آپ ہی حاصل ہو گیا۔

پھر زیور کے رہن کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا زیور ہو کچھ ہو جبکہ انتفاع جائز ہے تو خواہ مخواہ تکلف کیوں بناتے جاویں۔ اگر کوئی شخص زیور کو استعمال کرے تو اس سے فایدہ اٹھاتا ہے تو اسکی زکوٰۃ بھی اس کے ذمہ ہے۔ زیور کی زکوٰۃ بھی فرض ہے چنانچہ کل ہی ہمارے گھر میں زیور کی زکوٰۃ ڈیڑھ سو روپیہ دی ہے پس اگر زیور استعمال کرتا ہے تو اس کی زکوٰۃ دے اگر بکری رہن رکھی ہے اور اسکا دودھ پیتا ہے تو اسکو گھاس بھی دے۔

اعلان

مدرسہ کے متعلق بک ڈپو کھولا گیا ہے جس میں مفصلہ ذیل کتب فروخت کے لئے موجود ہیں جنہیں بقیمت نقد یا وی پی منگوانے پر حسب ذیل کمیشن دیا جاویگا۔

جو صاحب یکمشت دس روپیہ کی کتابیں خریدیں ان کو ایک آنہ فی روپیہ کمیشن دیا جاویگا۔

للعہ سے للعہ تک کے خریدار کو ۱ فی روپیہ اور للعہ سے زائد ۲ فی روپیہ کمیشن دیا جاویگا۔ اس کے متعلق خط و کتابت براہ راست ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان سے ہونی چاہئے۔

فہرست کتب

(۱) شرح ترمذی اربعہ جلد اول و دوم مجلد للعہ بے جلد معہ
(۲) اجرومیہ نحو عربی کا ایک مشہور مفید ابتدائی رسالہ ۲/
(۳) قاعدہ اردو عربی (مصنفہ خان صاحب محمد علی خان ڈاکٹر کرم الٰہی) ۱/
(۴) قاعدہ یسرنا القرآن حصہ اول و دوم و سوم حصہ ۲/
(۵) سیرۃ المسیح (تصنیف حضرت مولوی عبد الکریم صاحب) قیمت ۸/
(۶) نشان آسمانی (تصنیف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) قیمت ۳/
(۷) مواہب الرحمن ” ” ۹/
(۸) نسیم دعوت ” ” ۴/
(۹) اعجاز احمدی ” ” ۳/
(۱۰) مسک العارف الموسوم بہ چہل حدیث (تصنیف حضرت مولوی محمد احسن صاحب۔ قیمت ۱/
(۱۱) پنج ارکان اسلام منظوم قیمت ۱/
(۱۲) تقریر جلسہ مذاہب الموسوم بہ اصول اسلام کی حجی فلاسفی ۳/
(۱۳) واقعات صحیحہ (اس کتاب میں پیر مہر شاہ گولڑوی کی ازراہ دہوکہ بازی لاہور میں آنے اور شکست خوردہ واپس جانے کا متعلق ذکر ہے) ۲/
(۱۴) درثمین (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اردو فارسی نظموں کا مجموعہ قیمت ۶/
(۱۵) سلسلہ وظیفہ جو بچوں کے لئے اردو کا ابتدائی رسالہ ۲/
(۱۶) تسہیل التعلیم (مطبوعہ آگرہ) ۲/
(۱۷) عسل مصفی (تصنیف ابو العطا مرزا خدا بخش صاحب حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی اور دلائل پر ایک بیش قیمت کتاب ہے) ۸/

اس کے علاوہ اگر کوئی اور کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف میں سے کوئی صاحب منگوانا چاہیں تو اصل قیمت پر روانہ کی جاویگی۔ المرقوم

۲۳ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء

محمد صادق عفی عنہ
سپرنٹنڈنٹ کالج تعلیم الاسلام

صبح کی سیر

۲۰ - اپریل سنہ ۱۹۰۳ء

حباب ہستی فرمایا مجھے ہمیشہ تعجب آتا ہے کہ باوجود اس قدر بے بنیاد ہستی کے انسان دنیا میں بنیادیں قایم کرتا ہے صرف ایک دم کی آمد و شد ہے اور کچھ بھی نہیں - پھر یہ سلسلہ خدا نے کیسا رکھا ہے کہ جو شخص یہان سے رخصت ہو جاوے اسکو اجازت نہیں کہ واپس آکر وہاں کی خبر ہی بتلا جاوے - اس میں حکما اور فلاسفر اور دانایان زمان سب عاجز ہیں ہاں اسی قدر پتہ ملتا ہے جو خدا کی کلام نے بتایا ہے ۔

آدمی جو مرتا ہے اکثر اپنے بڑے بڑے تعلقات اور عزیز اور پیارے رشتہ دار چھوڑ جاتا ہے مگر معاً انتقال کے بعد ان سے کچھ تعلق نہیں رہتا - آجکل یورپ کو ہر ایک بات کی تلاش ہے چنانچہ امریکہ میں ایک شخص سے معاہدہ ہوا (جو واجب القتل تھا) کہ جب اسکا سر کاٹا جاوے تو اسکو بہت بلند آواز سے پکارا جاوے تو میں آنکھ سے اشارہ کرونگا - چنانچہ جب سر کاٹا گیا تو بڑے زور سے آوازیں دی گئیں مگر کچھ حرکت نہ ہوئی -
آنراکہ خبر شد خبرش باز نیامد ہے سے

آنراکہ خبر شد خبرش باز نیامد

جو کچھ خدا نے فرمایا ہے وہی سچ ہے - ہاں موت اور نیند کو آپس میں مشابہت ہے - **احیاء موتے** احیاء موتے کے بارہ سوال ہونے پر فرمایا کہ اس میں ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ اعجازی طور بھی احیاء موتے نہیں ہوتا - بلکہ یہ عقیدہ ہے کہ وہ شخص دوبارہ دنیا کیطرف رجوع نہیں کرتا - ...... مبارک احمد کی حیات اعجازی ہے اس میں کوئی بحث نہیں کہ جس شخص کی باقاعدہ طور پر فرشتہ جان قبض کر لے اور زمین میں دفن بھی کیا جاوے وہ پھر کبھی زندہ نہیں ہوتا شیخ سعدی نے خوب کہا ہے ؎

وہ کہ گر مردہ باز گردیدے
درمیان قبیلہ و پیوندے
رد میراث سخت تر بودے
وارثان را ز مرگ خویشاوندے

خدا تعالے نے بھی فرمایا - ویمسک الذی قضی علیہ الموت - کشف کیا ہے - اسی بیداری کے ساتھ کسی اور عالم کا تداخل ہو جاتا ہے اس میں حواس کے معطل ہونے کی ضرورت نہیں دنیا کی بیداری بھی ہوتی اور ایک عالم غیوبیت بھی ہوتا ہے یعنے حالت بیداری ہوتی اور اسرار غیبی بھی نظر آتے -

قتل انبیاء قتل انبیاء پر سوال ہونے پر فرمایا توریت میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاویگا اس کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر قرآن کی نص صریح سے پایا جاوے یا حدیث کے تواتر سے ثابت ہو کہ کہ نبی قتل ہوتے رہے ہیں تو پھر ہم کو اس سے انکار نہیں کرنا پڑے گا - بہر حال یہ کچھ ایسی بات نہیں کہ نبی کی شان میں خلل انداز ہو - کیونکہ قتل بھی شہادت ہوتی ہے - مگر ان ناکام قتل ہو جانا انبیاء کی علامات میں سے نہیں -

یہ مصالح پر موقوف ہے کہ ایک شخص کے قتل سے فتنہ برپا ہوتا ہے تو مصلحت الٰہی نہیں چاہتی کہ اس کو قتل کرا کر فتنہ برپا کیا جاوے - جسکے قتل سے ایسا اندیشہ نہ ہو اس میں ہرج نہیں - ۰

پھر فرمایا - جو کچھ اللہ تعالے نے قرآن میں بیان فرمایا ہے وہی کچھ حدیث میں - ہاں بعض باتوں کا استنباط ایسا لطیف محدثوں نے کیا ہے کہ دوسرے گو اسکو سمجھ نہیں سکتے - ورنہ حدیث قرآن سے باہر نہیں - خدا نے قرآن کا نام رکھا ہے مفصلاً - اس پر ایمان ہونا چاہیے - بعض تفاسیر سوائے انبیاء کے اور کی سمجھ میں نہیں آتیں پھر اسی طرح حدیث میں قرآن سے زائد کچھ نہیں

۲۱ - اپریل سنہ ۱۹۰۳ء

الہام فرمایا آج صبح جب میں نماز کے بعد ذرا لیٹ گیا تو الہام ہوا مگر افسوس ہے کہ ایک حصہ اسکا یاد نہیں رہا - ایک پہلے عربی کا فقرہ تھا اور اسکے بعد اس کا ترجمہ اردو میں تھا وہ اردو فقرہ یاد ہے

یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے

تبدیل ہونے والی نہیں - اور عربی فقرہ کچھ اس سے مشابہ تھا تقدر و تمکن فی السما مگر وہ اصل فقرہ بھول گیا اور اس نسیان میں بھی کچھ منشاء الٰہی ہوتا ہے - گویا اسکا یہ مطلب ہے کہ یہ اب تقدیر مبرم ہے اس میں اب تبدیلی نہیں ہوگی - غرض تغیرات قضا و قدر کا ارادہ آسمان پر پختہ کیا گیا ہے

وحی اور کشف وحی کئی قسم کی ہے - عادت اللہ ہے کہ جب وہ سماع پر موقوف ہو تو اسے وحی کہتے ہیں اور جو رویت کے متعلق ہو تو اس کو کشف کہتے ہیں - ایک قوت شامہ سے ہوتی ہے - جیسے انی لاجد ریح یوسف کبھی قوت لامسہ سے بھی ہوتی غرض تمام حواس خمسہ سے وحی ہوتی ہے - اور ملہم کو قبل از وقت بذریعہ وحی ان باتوں کی اطلاع دیجاتی ہے - مثنوی رومی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک دفعہ چند قیدی آنحضرت کے پاس پابجولان آئے ان قیدیوں نے خیال کیا کہ آنحضرت ہمیں اس حال میں دیکھکر بہت خوش ہونگے - آپ نے فرمایا کہ نہیں - یہ خیال تمہارا غلط ہے جس وقت تم لوگ گھوڑوں پر سوار اور ناز و نعمت میں بآرام چلتے تھے - میں تو اسوقت تمہیں بازنجیر دیکھ رہا تھا اب مجھے تمہارے دیکھنے کی کیا خوشی ہے - پس مطلب یہ ہے کہ الہام کے ساتھ عموماً کشوف بھی ہوا کرتے ہیں -

اشتہار تبلیغ میں میں نے اپنا ایک خواب درج کیا ہے - کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے باغ میں سے سیر کر کے نکلا ہوں دیکھا کہ کچھ سوار گھوڑوں پر باغ میں داخل ہوئے میں نے سمجھا کہ یہ اس کو پامال کر دیں گے - میں بھی ان کے عقب میں جا داخل ہوا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ سب کہیں نظر نہیں آتے جب وسط باغ میں گیا ہوں تو دیکھا کہ سب کے سر اور ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہیں اور کھال اوتاری ہوئی ہے میں نے رقت میں آکر اور رو کر خدا سے دعا کی ہے کیا اللہ یہ تیرا ہی کام تھا میں اکیلا ان کا مقابلہ کیا کر سکتا تھا تو فوراً تعبیر بتلائی گئی کہ سر کا کٹنا - غرور اور تکبر کا ٹوٹنا ہے - ہاتھوں کا کٹنا یعنے انسان اپنے ہاتھوں سے اپنے بچاؤ اور دشمن کے قتل کی مدد لیتا ہے - گویا ان کے اسباب امداد کٹ گئے پاؤں سے انسان بھاگ سکتا ہے یعنے اب کوئی صورت مفر نہیں - کھال زینت اور پردہ ہوتا ہے یعنے ان تیرے مخالفوں کی زینت جاتی رہی اور پردہ دری ہو گئی - یہ اب پورا ہو رہا ہے - پس ہر جگہ **مارمیت اذرمیت** سے ہی کام چلتا ہے انسان کی کیا طاقت ہے -

قضاء عمری قضاء عمری پر سوال ہوا کہ جمع الوداع کے دن لوگ تمام نمازیں پڑھتے کہ گزشتہ نمازیں جو ادا نہیں کیں ان کی تلافی ہو جاوے اسکا کچھ وجود ہے یا کہ نہیں -

فرمایا ایک فضول امر ہے - مگر ایک دفعہ ایک شخص بیوقت نماز پڑھ رہا تھا کسی شخص نے حضرت علی کو کہا کہ آپ خلیفہ وقت ہیں اسے منع کیوں نہیں کرتے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس آیت کے نیچے ملزم نہ بنایا جاؤں -

ارأیت الذی ینھی عبداً اذا صلی -

ہاں اگر کسی شخص نے عمداً نماز اس لئے ترک کی ہے کہ قضاء عمری کے دن پڑھ لونگا - تو اس نے ناجائز کیا ہے اور اگر ندامت کے طور پر تدارک مافات کرتا ہے تو پڑھنے دو - کیوں منع کرتے ہو آخر دعا ہی کرتا ہے - ہاں اس میں پست ہمتی ضرور ہے - پھر دیکھو منع کر کے کہیں تم ہی اس آیت کے نیچے نہ آ جاؤ +

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

اعلان قبر مسیح

یوز آسف کے نام سے حضرت مسیح علیہ السلام کی جو سری نگر کشمیر میں موجود ہے اسکا اعلان تمام بلاد یورپ اور امریکہ میں کیا گیا ہے چنانچہ ایک ہی روز سات ہزار پیکٹ روانہ ہوئے تھے اس اعلان نے مغربی دنیا کی عیسویت کے قلعہ میں ایک تزلزل پیدا کر دیا ہے اور وہ وقت بہت قریب ہے کہ مغربی قومیں بڑی نیاز مندی کے ساتھ حضرت مسیح موعود کیطرف رجوع کریں۔ اخبارات میں اس اعلان کا عام چرچا ہو رہا ہے

سلسلہ عالیہ احمدیہ امریکہ میں۔

مسٹر الگزنڈر رسل وب کے نام سے ہمارے ناظرین نا آشنا نہیں ہیں تحفۂ حق میں جس امریکن طالب حق کے خطوط چھپے ہیں وہ یہی شخص ہے۔ یہ گویا پہلا مسلمان ہے جو امریکہ میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا۔ لیکن جب مسٹر وب ہندوستان میں آیا اور لاہور بھی آیا تو بعض لوگوں کی وجہ سے وہ قادیان آنے سے محروم رہا۔ جسکو امریکہ میں جا کر اُسنے محسوس کیا جیسا کہ اُس کے ان خطوط سے ظاہر ہے جو پہلے کسی وقت الحکم میں طبع ہوئے تھے انھوں نے اس سلسلہ کو اپنے بعض دوسرے نومسلم یا اسلام کیطرف راغب امریکن لوگوں سے بھی انٹروڈیوس کرایا ہے۔ جنمیں سے ایک شخص مسٹر انڈرسن ہیں جن کی خط و کتابت ہمارے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب سے رہتی ہے۔

حال ہی میں مسٹر موصوف نے ۸ مارچ ۱۹۰۳ء کو نیو یارک سے ایک خط لکھا ہے جسکو ہم محض اس لحاظ سے شائع کرتے ہیں کہ تا ہماری قوم کو معلوم ہو جاوے کہ کسطرح یہ سلسلہ اب دور دراز اقطاع عالم میں پھیل رہا ہے۔

وہ خط یہ ہے۔

نیو یارک ۸ مارچ ۱۹۰۳ء

ڈیر سر

آپ کا ۲۰ جنوری کا لکھا ہوا نوازشنامہ مجھ کو ملگیا اور اب میں اس کا جواب لکھتا ہوں اکثر اوقات مجھے مسٹر وب کے ذریعہ سے ریویو آف ریلیجنز کے نسخے ملتے رہے ہیں جو کہ قادیان سے شائع ہوتا ہے مجھے اسکے بعض آرٹیکلوں سے حقیقی طور پر دلچسپی ہے کیونکہ وہ واقعات حقہ پر لکھے جاتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ جس شخص کی نظرت میں تحقیق حق کا شوق ہوگا۔ اسکی نظر میں وہ بہت قابل قدر ہونگے میں چندہ دے کر خریدنا چاہتا ہوں اور امید ہے کہ اسی ماہ میں اسکی قیمت ارسال کر دونگا۔

احمدیت میں مجھے بہت سے فوائد حاصل ہوئے اور میں اس امر میں تم سے متفق الرائے ہوں کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب کے دیکھنے سے یہ امر مقصود ہے کہ وہ اسلام کے مختلف فرقوں کو ایک کر دیویں اور ریویو آف ریلیجنز کے مطالعہ اور نیز دوسرے ذرائع سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ مقدس انسان ہی مہدی ہے یا کم از کم مہدی کا پیش خیمہ ہے۔

یہ جو مینے اوپر کے فقرہ میں دوسرے ذرائع کا لفظ لکھا ہے اس سے میری مراد یہ ہے کہ ان دنوں ایک صاحب مسٹر محمد برکت اللہ صاحب بمبئی کے باشندہ یہاں آئے ہیں اور جنسے مجھے مسٹر وب نے ملاقات کرائی ہے اُن سے مینے بہت سے امور دریافت کیے جن میں سے ایک مسیح کے مقبرہ واقع سری نگر کشمیر کا امر بھی تھا مسٹر برکت اللہ نے تو اسے محال سمجھا ہے مگر میرا خیال ہے کہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ مسیح سرینگر میں مدفون ہے۔ کیونکہ میرا یقین ہے کہ وہ صلیب سے ہرگز نہیں مارا گیا ہے تاہم مسٹر برکت اللہ کا یقین ہے کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب ایک عجیب قابلیت اور لیاقت کے اور نیز عظیم علیہ انسان ہیں اور انکی طاقت دن بدن بڑھ رہی ہے لیکن جیسا کہ آپکو معلوم ہے ریویو آف ریلیجنز میں جس قدر دعاوی ہیں اور جہانتک اُن سے میرا تعلق ہے میں انکی تائید کرتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے تمام فرقوں میں عنقریب ایک وحدت پیدا ہو جاویگی ہے اور جو شاندار مذہب کا اقبال پھر ویسا ہی چمکے گا جیسا کہ پہلے بالفعل سال یعنی ساتویں صدی سے لیکر گیارھویں تک چمکتا رہا۔

اب میں اپنے خط کو ختم کرتا ہوں اور امید وار ہوں کہ تم سے اس سلسلہ کے متعلق بہت کچھ خبریں مجھکو ملیں گی۔

(میں ہوں تمھارا سچا دوست انڈرسن)

ہمارا مقدمہ

ہمارے ناظرین عرصے سے منتظر تھے کہ ہم اپنے مقدمہ کے متعلق کوئی اطلاع انکو نہیں دیتے اسکی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ کوئی نئی بات پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔ مولوی کرم الدین صاحب مستغاث علیہ نے دونوں مقدمات میں چیف کورٹ میں درخواست دی ہوئی تھی کہ وہ مقدمات گورداسپور سے منتقل ہو کر جہلم چلے جاویں۔ چنانچہ چیف کورٹ میں ۲ اپریل ۱۹۰۳ء تاریخ مقرر ہوئی تھی لیکن کثرت کام کیوجہ سے یہ مقدمہ اُسروز پیش نہ ہو سکا۔ اور پھر ۱۴ اپریل پر ملتوی ہوا۔ لیکن اسروز بھی اسی وجہ سے پیش نہ ہوا۔ اور ۲۱ اپریل کو پیش ہوا۔ ہماری طرف سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مشہور و معروف پلیڈر جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے وزیٹر اور ایل پیروکار تھے۔ مولوی کرم الدین صاحب کی طرف سے مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر تھے جو بیمار ہونیکے باعث حاضر عدالت عالیہ نہ ہو سکے اور پھر انکی بجائے منشی حکم چند صاحب وکیل پیش ہوئے۔ آخر معمولی بحث کے بعد عدالت عالیہ چیف کورٹ سے مولوی کرم الدین صاحب کی درخواست نامنظور و مسترد ہوئی۔ اور مقدمات کا فیصلہ ہمارے حق میں ہوا یعنی قرار پایا کہ مقدمات گورداسپور ہی میں ہوں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک یہ جو کچھ ہوا اگرچہ قانونی وجوہات کی تقویت پر اسکی بنا ہو لیکن دراصل اللہ تعالےٰ ہی کا فضل و کرم ہے۔

اب گورداسپور میں باقاعدہ مقدمہ شروع ہوگا جو مقدمہ جہلم میں مولوی کرم الدین صاحب نے در بارہ اپنی ذاتی توہین کے متعلق حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام اور حکیم فضل الدین کے خلاف دائر کیا ہوا تھا اور جس میں بڑی تیزی کے ساتھ نا اہلوں کے جبر و قہر کی بجائے اوجھڑ بولنے کے خطرناک وعید سے خوف نہ کھا کر شائع کیا تھا کہ وارنٹ نکلے ہیں۔ اس کے انتقال کے لیے چیف کورٹ میں درخواست دائر کر دی گئی ہے کہ یہ مقدمہ بھی گورداسپور میں ہی ہونا چاہیے (اس کے نتیجہ پر اطلاع دینگے۔ مقدمہ جہلم میں تاریخ نگرانی ۱۵ مئی ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی ہے)

سیرۃ ایوب صادق

ہر احمدی ہمارے مغفور و مرحوم محترم عزیز بھائی مرزا ایوب بیگ صاحب کے نام سے ضرور واقف ہوگا۔ ایک عرصہ گذرتا ہے کہ ہمارے معزز مخدوم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب برادر کلاں حقیقی ایوب مرحوم نے آپکی مختصر لائف لکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ وہ سیرت لکھی جانی شروع ہو گئی ہے اور ہمارے پاس چھپنے کے لیے بھی پہونچ رہی ہے امید کیجاتی ہے کہ یہ سیرۃ بہت جلد طبع ہو جاوے صرف ۔۔ ہم جلدیں طبع ہونگی اور غالباً مفت تقسیم ہونگی۔ ایوب مرحوم کی سوانح اس قابل ہیں کہ وہ کثرت سے شائع ہوں۔ اسلیے ہم کوشش کرینگے کہ الحکم کے ذریعہ بھی یہ سیرت شائع ہو۔۔۔۔۔۔

میثاق النبیین

اس خطبہ کا خلاصہ جو ۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء کو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا۔ (ایڈیٹر)

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتٰب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ قال ءاقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری۔ قالوا اقررنا۔ قال فاشہدوا وانا معکم من الشٰہدین۔ فمن تولیٰ بعد ذالک فاولٰئک ہم الفٰسقون۔

اور اس وقت کو یاد کرو کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے اقرار لیا کہ میں نے جو تمکو حکمت اور کتاب دی ہے یعنے اپنی معرفت اور شناخت کے ذریعہ تمکو عطا کئے ہیں ایک وقت آنیوالا ہے کہ اس کے متعلق بڑی بڑی غلطیاں اور فتور واقع ہونگے۔ اس وقت ان غلطیوں کی اصلاح و تجدید دین کے لئے ایک عظیم الشان رسول آئیگا جو ان حقایق اور صداقتوں کی تصدیق کریگا اور تمام غلط فہمیوں اور غلط تعلیمات بیہودہ رسومات اور خیالی معتقدات کو جو اپنی خواہشوں اور جوشوں کا نتیجہ ہونگے الگ کر دیگا۔ چونکہ اس کا کام عظیم الشان ہوگا اور تمام دین اور گروہ انبیاء پر بھی ایک احسان ہوگا۔ اس لئے تم سب کا فرض ہوگا کہ اس پر ایمان لاؤ اور اس کی نصرت کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور میرے اس عہد کو مانتے ہو کہ اس کی نصرت کرو گے اور اس پر ایمان لاؤ گے انہوں نے جواب دیا ہاں ہم ایسا ہی کرینگے اس پر ایمان لائیں گے اور اس کی نصرت کرینگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم اپنے اس معاہدہ کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ ایک گواہ ہوں۔ پس اس وقت جو شخص ایسے روشن دلایل دیکھنے کے بعد اس کی بیعت اور نصرت سے انکار کریگا۔ وہ فاسق (بدعہد) ہوگا۔

یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بڑے ہی غور و فکر کے قابل ہیں۔ سب مفسر بالاتفاق مانتے ہیں کہ ان آیتوں میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک عہد کا ذکر ہے اور یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ہر ایک نبی سے اللہ تعالیٰ نے اور ہر نبی نے اپنی امت سے یہ اقرار لیا کہ خاتم النبیین پر ایمان لانا اور اس کی نصرت ضروری ہوگی۔ اس اقرار اور عہد کو کتب سابقہ میں اور صحایف انبیاء میں مختلف طریقوں سے ادا کیا گیا ہے۔ لیکن جہانتک ہم اس کتاب اور انبیاء علیہم السلام کے صحیفوں کو دیکھتے ہیں یہ بات بڑی صفائی کے ساتھ معلوم ہوتی ہے کہ ابتدائے اصلاح کے وقت سے یعنے آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر حضرت مسیح علیہ السلام تک برابر دو شخصوں کی پیشگوئی چلی آتی ہے اور وہ پیشگوئی دو مختلف تعبیر رکھتی ہیں۔ اور اسی وجہ سے دو شخصوں کے متعلق جداگانہ پیشگوئی قرار دیجاتی ہے ورنہ دراصل ایک ہی شخص کی پیشگوئی ہے۔ لیکن چونکہ دو مختلف عنوانوں کے ماتحت یہ پیشگوئی ہے۔ اس لئے ہم بھی اس کو دو ہی شخصوں کے متعلق کہیں گے۔ ایک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور دوسری بھی آپ ہی کی مگر بروزی رنگ میں مسیح موعود کے متعلق اس میں کوئی کلام اور شک اور تردد باقی باقی نہیں رہتا کہ یہ پیشگوئی متواتر متوارث طور پر چلی آئی ہے اسی کے متعلق خدا کی حکیم اور مجید کتاب ان آیتوں میں ذکر کرتی ہے اس لئے اس آیت پر بڑا ہی تدبر کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ وہ کیا اہم ضرورت تھی جو اللہ تعالیٰ نے سارے نبیوں سے یہ عہد لیا اور پھر ہر ایک نبی نے اپنی امت کو وصیت کی؟

یہ ایک سوال ہے جسکو حل کرنا ضروری ہے جہانتک میں نے اس آیت پر سوچا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے اسکے حل کرنے کی راہیں بتائی ہیں وہ اگرچہ بہت ہی لذیذ اور طویل الذیل ہیں مگر میں مختصر طور پر اس وقت کے مناسب حال کچھ بتاؤں گا۔

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے تین نقطہ رکھتے ہیں جو بڑے ہی قابل غور ہیں اور اس سوال کے حل کرنے کی کلید ہیں۔ (۱) کتاب (۲) حکمت (۳) مصدق۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمام نبیوں کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ان دو ذریعوں سے ان کو بہرہ ور کیا جو اللہ تعالیٰ کی شناخت معرفت اور پھر اس کی عبادت کی جان ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ جو شناخت اور عبادت اپنی نسبت مخلوق سے چاہتا ہے اسکے دو ہی ذریعے ہیں ایک وحی جس کو دوسرے الفاظ میں کتاب اللہ کہا گیا ہے دوسرے اس کو سمجھنے اور موقع پر برتنے کا فہم صحیح جو حکمت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کی بہت ہی راہیں اور ذریعے ہیں۔ لیکن سب سے کامل اور افضل ذریعہ وحی ہے جس سے اس کی ہستی کا کھلا کھلا ثبوت ملتا ہے۔ ایسا ثبوت کہ کسی شک و شبہ کی گنجایش باقی رہ سکتی ہی نہیں اور حکمت وہ باتیں ہوتی ہیں۔ جو اس طریق اور معرفت کو بتاتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ضروری ہے اور یہی دونوں ذریعے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت کے لئے مقرر فرمائے ہیں انہیں دونوں ذریعوں کی وجہ سے اسلام دنیا میں اکیلا مذہب ہے جو اپنی سچائی اور صداقت پر زبردست دلایل رکھتا ہے۔ جن کا مقابلہ کوئی قوم اور مذہب نہیں کر سکتا۔ اب تیسرا لفظ مصدق ہے۔ جو اس امر کی ضرورت بتاتا ہے کہ ایک ایسا انقلاب اور وقت آئے گا کہ جب کتاب اور حکمت میں نقصان واقع ہوگا۔ اور لوگ ان دونوں ذریعوں سے محروم ہو جائیں گے۔ اس وقت ایک عظیم الشان رسول دنیا میں آئیگا جو حق باطل میں فرق کر دیگا۔ اور اس کی سچائی کا یہ نشان ہوگا۔ کہ وہ ان صداقتوں اور حقایق کی تصدیق کرے گا۔ جو نبیوں کو دی گئی تھیں یہ نشان گویا اسکا حلیہ ہے جو ہزاروں برس پہلے سے ہمارا اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی معرفت دنیا کو بتاتا آیا ہے اسقدر عرصہ دراز پہلے یعنے ابتدائے اصلاح دنیا کے وقت سے لیکر ہمیشہ ہر زمانے میں جب یہ حلیہ اسکا بتایا جاتا رہا ہے تو یہ حلیہ کسی حالت اور صورت میں ناقص اور ادھورا نہیں ہو سکتا ہے۔ گورنمنٹ بھی جب کسی کا حلیہ مشتہر کرتی ہے تو عموماً وہ مکمل ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ جو حلیہ ہزاروں سال سے بتاتا چلا آیا ہے اور کسی زمانہ میں اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس کے صحیح اور ٹھیک ہونے میں کیا شک ہو سکتی ہے؟

اور حقیقت الامر یہ ہے کہ ایسا واضح درخشاں خط و خال والا حلیہ نظر ہی نہیں آتا۔ جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ وہ حلیہ کیا ہے؟ مصدق لما معکم یعنے اس نبی کی شناخت کا معیار اس کی تصدیق کا خط و خال کرنے والا نشان یہ ہوگا کہ وہ ان تمام گذشتہ صداقتوں کی جو پہلے انبیاء اور راستبازوں کو دی گئی تھیں۔ اور جن میں اس وقت غلطیاں خرابیاں۔ اور بے اعتدالیاں واقع ہو چکی ہوں گی تصدیق کرے گا۔ یہ ایک معیار ہے جو کبھی خطا نہیں کر سکتا۔ اور اس سے بڑھکر یہ وہ برانداز نشان ہو ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ کی ہستی جو شناخت اپنے رسولوں کی کرانی چاہتی ہے اس کی کامل اور واضح راہ یہی ہے۔ بھلا بتاؤ تو سہی کہ وہ کون شخص ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شناخت کا آرزومند نہ ہو۔ کیونکہ آپ خاتم الانبیاء۔ اور ابدالآباد کے لئے نبی تھے۔ اور ہیں۔ اور کامل مکمل ہادی تھے۔ اور ہیں۔ اور آپکا نہ ماننا خدا تعالیٰ کے غضب کا وارث بنتا تھا۔ اس لئے آخری زمانہ کے اہل کتاب کو مصدق لما معکم نشان بتایا۔ کوئی مفسر۔ عالم۔ ادیب۔ مصدق لما معکم کے معنے

سوائے اسکے کچھ نہیں کر سکتا کہ وہ خاتم الانبیاء جو عہد نامہ کا رسول کہلاتا ہے۔ جس کی بابت کل نبیوں سے میثاق لیا گیا۔ ان تمام صداقتوں اور حقایق کی جو گذشتہ انبیا کے ذریعہ ظاہر ہوچکیں تصدیق کریگا اور اس کے قول فعل سے حق کی تائید اور تصدیق ہوگی۔ اور تمام غلط تعلیمات۔ بیہودہ اعتقادات اور بطلانوں کو الگ کر دے گا۔ اس امر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی آپ کی پاک تعلیمات میں مشاہدہ کرو کہ آپنے کیسے تمام سچائیوں اور صداقتوں کی تصدیق کی اور ہر ایک بیہودگی کو دور کر دیا۔

اب غور طلب یہ امر ہے کہ اللہ قادر کریم جو ذوالجلال ہے ایک نبی کے متعلق سارے نبیوں اور ان کے ذریعہ ان کی امتوں سے عہد لیتا ہے کہ تم نے اسپر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا اور جو نہ مانے گا۔ وہ لعنت کے نیچے آجاویگا۔ ایسا کیوں کیا گیا۔؟ یہ بات بڑی لذیذ اور قابل غور ہے۔ اصل یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہ آئے ہوتے تو سب کے سب انبیا اور رسول ہلاک ہو جاتے۔ آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی کا نشان نہ ہوتا۔ سب مٹ چکے تھے دنیا کی دست درازیوں اور فضول مبالغہ کیوجہ سے مجھے اس امر کے کہنے میں بھی عار نہیں کہ اللہ تعالے کا نام بھی مٹ گیا تھا ایک ناپاک مذہب نے ضعیفہ عورت کے بچے کو عرش عظیم پر خدا کا ہمسر بنا کر جا بٹھایا تھا۔ ایران میں نور اور ظلمت دو خدا مانے جاتے تھے۔ ہندوستان کے فرزندوں نے بچھوؤں۔ سانپوں۔ پتھروں درختوں کو ہی خدا نہ بنایا تھا بلکہ ان سے بھی آگے بڑھکر عورت اور مرد کی شرمگاہوں تک پرستش کو اپنا شعار بنالیا تھا۔ اسی طرح پر کل دنیا کی حالت ہو چکی تھی۔ ساری دنیا مر چکی تھی۔ تمام اخلاق فاضلہ اور روحانی قوتوں کا خون ہو چکا تھا اسی کو خدا کی حکیم کتاب نے ظہر الفساد فی البر والبحر کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ یہ عیسائی جو آج ابن مریم کو خدا کہتے اور انکا اسیکا قادر مطلق خدا کہتے ہیں خیال کرو کہ تیرہ سو برس پہلے ان کی کیا حالت ہوگی۔ یہ بدترین اعتقاد ہے جو دنیا میں رکھا گیا ہے۔ جس کی نسبت قرآن شریف میں کہا گیا ہے کہ قریب ہے آسمان پھٹ جاوے اور زمین شق ہو جاوے۔ پھر ایسے طوفان بے تمیزی کے دور کرنے والے عظیم الشان نبی کا اگر اقرار نہ لیا جاتا تو کسقدر اندھیر مچتا۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اقرار لینا بڑی ہی پر حکمت تھا۔ خدا تعالے جانتا تھا کہ اصلی توحید اسی نبی کے ذریعہ ظاہر ہو۔ اسی لئے سب سے اقرار لیا

لیکن اس وقت جب وعدہ اور عہد کا رسول آیا سعادتمندوں راستی کے فرزندوں نے معًا اسکو قبول کر لیا۔ اور اس کا دعوے سنتے ہی بابی انت وامی کہکر ساتھ ہوئے۔ ایک ازلی شقیوں کا گروہ بھی تھا۔ جس نے اس وقت بھی نہ پہچانا اور جو اب تک بھی محروم ہیں + یہ آیتیں کیا سبق دیتی ہیں اور ان کی تہ میں وہ کیا سر ہے جو مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہے میں نے شروع میں بتایا ہے کہ اس طرح ابتدائے زمان اصلاح سے لیکر آج تک مسیح موعود کی بھی پیشگوئی ہوتی چلی آئی ہے اور ہر ایک نبی اور اکابر امت اپنے اپنے وقت کے لوگوں کو اس عظیم الشان انسان کی بعثت کی خبر دیتا آیا ہے اور سلام کہتا آیا ہے + اصل یہ ہے کہ مسیح موعود کی آمد اور بعثت بھی دراصل اسی ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد ہے۔ مگر دوسرے رنگ میں اور مسیح موعود بھی ایک عظیم الشان فتنہ کو فرو کرنے کے لیے آنے والا تھا۔ اس لئے اسی طرح اس کی بشارت ہمیشہ ملتی آئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کیف

انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم + وہ ساری امت کے مرسلوں راستبازوں سے اقرار لیتا ہے کہ جب وہ آئے تو اس کی نصرت کیجیو۔ اس سے اندازہ کر کے دیکھا یا کہ مسیح موعود کا کتنا بڑا درجہ ہے۔ یہ مبالغہ نہیں۔ یہ نری لفاظی نہیں۔ اس کو مبالغہ کہنا کفر ہے اللہ تعالے اور اس کے نبی کا کام اور کلام بلا وجہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالے خوب جانتا تھا۔ کہ مسیح موعود کی بعثت بھی اسی حالت میں ہوگی جب عظیم الشان دجل اور فتنہ صلیب کے پیرووں کا برپا ہوگا۔ اور حقیقی خدا کی عبادت اور پرستش کا نام و نشان مٹ چکا ہوگا + اب کوئی بتا سکتا ہے۔ کہ کتاب اور حکمت بگڑ نہ گئی تھی۔ اسوقت وہی حالت ہو چکی تھی۔ ابن مریم کی خدائی تسلیم کرانے میں ہر امر کو روا رکھا گیا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ ایمان اور اعمال صالحہ کا نام تک نہیں رہا تھا۔ اور یہ خدا کا موعود ثریا سے ایمان لیکر آیا ہے۔ پس اسوقت ہر ایک کا فرض ہے کہ اس پر ایمان لائے اور اس کی نصرت کے لئے اٹھ کھڑا ہو + جن لوگوں نے خدا کے فضل سے اس کی شناخت کی توفیق پائی ہے۔ وہ اپنے پاکیزہ چال چلن اور اعمال صالحہ سے اسکی نصرت کریں۔ اور ہر طرح سے اس کی تائید کے لئے طیار ہو جائیں۔ اللہ تعالے ہماری جماعت

کو توفیق دے کہ وہ اس موعود کی بعثت کو پورے کرنے والی ثابت ہو۔ آمین +

طاعون کے متعلق ایک تازہ الہام

طاعون کے متعلق ایک یہ الہام ہے۔ **قلنا**

یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی

اس الہام کے متعلق جہاں تک میری رائے ہے وہ یہ ہے کہ یہ عام شہروں اور دیہات کے متعلق نہیں اور نہ اس سے دوام منع ثابت ہوتا ہے۔ غالبًا یہی ہے کہ بعض دیہات اور شہروں میں جن کی نسبت خدا کا ارادہ ہے چند مہینوں تک طاعون نہ رہے۔ اور پھر جہاں خداوند قدیر چاہے۔ پھر پھوٹ پڑے۔ اور یہ بکلی بند نہیں ہوگی۔ جبتک وہ ارادہ بکمال وتمام پورا نہ ہو جائے۔ جو آسمان پر قرار پایا ہے۔ اور ضرور ہے کہ زمین اپنے مواد نکالتی رہے۔ جب تک کہ خدا کا ارادہ اپنے کمال کو پہنچے +

خاکسار غلام احمد

اعتذار

خاکسار ایڈیٹر الحکم بغرض پیروی مقدمہ عدالت العالیہ چیف کورٹ پنجاب میں گیا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے ۲۴۔ اپریل کا الحکم اپنے وقت پر شایع ہونے کی بجائے ایک ہفتہ بعد شایع ہوتا ہے + میری اتنی اطلاع ہی اس توقف کے لئے کافی عذر سمجھی جاوے گی + (انشاء اللہ العزیز)

تازہ الہام

۱۸۔ اپریل کی شام کو حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میں لیٹا ہوا تھا کہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب میری نظر کے سامنے سے پھر گئے۔ پھر یہ لفظ الہام ہوا

ساخبرہ فی آخر الوقت انک لست علے الحق

البشرے کی درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں۔ اس وقت درخواستوں کی رفتار کسیقدر سست ہے جو تیز ہونی چاہیے +

علیہ وسلم کی استعداد اور قوت قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقامات کمال آپ پر ختم ہو چکے تھے۔ اور آپ انتہائی نقطہ پر پہونچے ہوئے تھے۔ اس مقام پر قرآن شریف جو آپ پر نازل ہوا کمال کو پہونچا ہوا اور جیسے نبوت کے کمالات آپ پر ختم ہو گئے اسی طرح اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے۔ آپ خاتم النبیین ٹھہرے اور آپ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری جسقدر مراتب اور وجوہ اعجاز کلام کے ہو سکتے ہیں ان سب کے اعتبار سے آپ کی کتاب انتہائی نقطہ پر پہونچی ہوئی ہے۔

یعنے کیا باعتبار فصاحت و بلاغت کیا باعتبار ترتیب مضامین کیا باعتبار تعلیم کیا باعتبار کمالات تعلیم کیا باعتبار ثمرات تعلیم غرض جس پہلو سے دیکھو اسی پہلو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے۔ اور اسکا اعجاز ثابت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی ہے یعنے جس پہلو سے چاہو مقابلہ کرو۔ خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت خواہ بلحاظ مطالب و مقاصد خواہ بلحاظ تعلیم خواہ بلحاظ پیشگوئیوں اور غیب کے جو قرآن شریف میں موجود ہے۔ غرض کسی رنگ میں دیکھو یہ معجزہ ہے۔ مدگر ملاں میری محی الدین کیوجہ سے اس امر کو قبول و کریں لیکن اس سے قرآن شریف کے اعجاز میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ یہ لوگ جوش تعصب میں بعض وقت یہانتک اندھے ہو جاتے ہیں کہ ادب کے کل طریقوں کو پس پشت ڈالدیتے ہیں لودہانہ کے مباحثہ میں لفظ ز و لطیف میں نے پیش کیا تو مولوی محمد حسین صاحب کو جوش آگیا اور راوی کی مخالفت شروع کردی۔ کیا خدا کے کلام سے محبت اور ارادت کا یہی تقاضا ہونا چاہیئے تھا۔ یادرکھو الطریقۃ کلہا ادب اگر انکو درست نہ سمجھتا تھا تو قرآن شریف کی محبت کی وجہ سے اسقدر محی الدین بھی تو جائز نہ تھی۔

الغرض قرآن شریف ایک کامل اور زندہ اعجاز ہے اور کلام کا معجزہ ایسا معجزہ ہوتا ہے کہ کبھی اور کسی زمانہ میں وہ پرانا نہیں ہو سکتا اور نہ فنا کا ہاتھ اسپر چل سکتا ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے معجزات کا اگر آج نشان دیکھنا چاہیں تو کہاں ہے؟ کیا یہودیوں کے پاس وہ عصا رہے؟ اور اس میں کوئی قدرت اس وقت بھی سانپ بننے کی موجود ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرض جسقدر معجزات کل نبیوں سے صادر ہوئے انکے ساتھ ہی ان معجزات کا بھی خاتمہ ہو گیا مگر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات ایسے ہیں کہ وہ ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بتازہ اور زندہ موجود ہیں ان معجزات کا زندہ ہونا اور ان پر موت کا ہاتھ نہ چلنا صاف طور پر اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی

زندہ نبی

ہیں اور حقیقی زندگی یہی ہے جو آپ کو عطا ہوئی ہے اور کسی دوسرے کو نہیں ملی۔ آپ کی تعلیم ایسی زندہ تعلیم ہے کہ اسکے ثمرات اور برکات اس وقت بھی ویسے ہی موجود ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر موجود تھے۔ دوسری کوئی تعلیم ہمارے سامنے اسوقت ایسی نہیں ہے جسپر عمل کرنے والا یہ دعویٰ کر سکے کہ اس کے ثمرات اور برکات اور فیوض سے مجھے حصہ دیا گیا ہے اور میں ایک آیت اللہ ہو گیا ہوں۔

لیکن

ہم خدا تعالےٰ کے فضل و کرم قرآن شریف کی تعلیم کے ثمرات اور برکات کا نمونہ اب بھی موجود پاتے ہیں اور ان تمام آثار اور فیوض کو جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے ملتے ہیں اب بھی پاتے ہیں چنانچہ خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ کو اسی لئے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کی سچائی پر زندہ گواہ ہو اور ثابت کرے کہ وہ برکات اور آثار اس وقت بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے ظاہر ہوتے ہیں جو تیرہ سو برس پہلے ظاہر ہوتے تھے۔ چنانچہ صدہا نشان اب تک ظاہر ہو چکے ہیں اور ہر قوم اور مذہب کے گروہ کو ہم نے دعوت کی ہے کہ وہ ہمارے مقابلہ میں کر اپنی صداقت کا نشان دکھائیں مگر ایک بھی ایسا نہیں کہ جنے اپنے مذہب کی سچائی کا کوئی نمونہ عملی طور پر دکھلائے۔

ہم خدا تعالےٰ کے کلام کو کامل اعجاز مانتے ہیں اور ہمارا یقین اور دعوےٰ ہے کہ کوئی دوسری کتاب اسکے مقابل نہیں ہے۔ میں علےٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کا کوئی امر پیش کریں وہ اپنی جگہ پر ایک نشان اور معجزہ ہے۔ مثلاً تعلیم ہی کو دیکھیں تو وہ عظیم الشان معجزہ نظر آتی ہے اور فی الواقع معجزہ ہے۔ ایسے حکیمانہ نظام اور فطری تقاضوں کے موافق واقع ہوئی ہے کہ دوسری تعلیم اسکے ساتھ ہرگز ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ قرآن شریف کی تعلیم پہلی ساری تعلیموں کی متمم اور مکمل ہے۔ اسوقت صرف ایک پہلو تعلیم کا دکھا کر میں ثابت کرتا ہوں کہ قرآن شریف کی تعلیم اعلےٰ درجہ پر واقع ہوئی ہے اور معجزہ ہے مثلاً توریت کی تعلیم بحالات موجودہ کے لحاظ سے کہو یا ضروریات وقت کے موافق اسکا سارا زور قصاص اور بدلہ پر ہے .... جیسے آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت اور بالمقابل انجیل کی تعلیم کا سارا زور عفو صبر اور درگذر پر تھا اور یہانتک اس میں تاکید کی کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی اس کی طرف پھیر دو کوئی ایک کوس بیگار لے جاوے تو دو کوس چلے جاؤ۔ کرتہ مانگے تو جبہ بھی دیدو۔

اسی طرح پر ہر باب میں توریت اور انجیل کی تعلیم میں یہ بات نظر آئے گی کہ توریت افراط کا پہلو لیتی ہے اور انجیل تفریط کا۔ مگر قرآن شریف ہر موقع اور محل پر حکمت اور وسط کی تعلیم دیتا ہے۔ جہاں دیکھو جس بارہ میں قرآن کی تعلیم پر نگاہ کرو تو معلوم ہوگا کہ وہ محل اور موقع کا سبق دیتا ہے۔ اگرچہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ نفس تعلیم سب کا ایک ہی ہے لیکن اس میں کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہے کہ توریت اور انجیل میں سے ہر ایک کتاب نے ایک ایک پہلو پر زور دیا ہے۔ مگر فطرت انسانی کے تقاضے کے موافق صرف قرآن شریف نے تعلیم دی ہے۔ یہ کہنا کہ توریت کی تعلیم افراط کے مقام پر ہے اس لئے وہ خدا کیطرف سے نہیں یہ صحیح نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ اس وقت کی ضرورتوں کے لحاظ سے ایسی تعلیم رکھا رکھی۔ اور چونکہ توریت یا انجیل قانون مختص المقام کی طرح تھیں۔ اس لئے ان تعلیموں میں دوسرے پہلو ان کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ لیکن قرآن شریف چونکہ تمام دنیا اور تمام نوع انسان کے واسطے تھا اس لئے اس تعلیم کو ایسے مقام پر رکھا جو فطرت انسانی کے صحیح تقاضوں کے موافق تھی۔ اور یہی حکمت ہے کیونکہ حکمت کے معنے ہیں وضع الشئی فی محلہ یعنے کسی چیز کو اسکے اپنے محل پر رکھنا پس یہ حکمت قرآن شریف نے ہی سکھائی ہے۔

توریت جیسا کہ بیان کیا ہے ایک بیجا سختی پر زور دے رہی تھی اور انتقامی قوت کو بڑھاتی تھی۔ اور انجیل بالمقابل بیہودہ عفو پر زور مارتی تھی قرآن شریف نے ان دونوں کو چھوڑ کر حقیقی تعلیم دی جزاؤ سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ یعنے بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے لیکن جو شخص معاف کر دے اور اس معاف کرنے میں اصلاح مقصود ہو اس کا اجر اسکے رب کے پاس ہے۔

(باقی آئندہ)

جان محمد

تتمہ ڈائری ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ہزاروں انسان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی اصلاح ہی سزا اور چشم نمائی پر منحصر ہوتی ہے۔ لڑکے جو استادوں کے پاس تعلیم پاتے ہیں ان کو بھی کچھ نہ کچھ چشم نمائی کرنی پڑتی ہے اگر وہ ہمیشہ اور ہر خطا پر عفو ہی کرتے رہیں تو لڑکا خراب ہو جاتا ہے ایسی تعلیم اب یہ لوگ کرتے ہی کیوں ہیں انہیں تو چاہیئے تھا کہ ایسے چھپاتے یہ تو زمانہ ہی ایسا تھا کہ اس کی تعلیم کو لوگوں سے پوشیدہ رکھتے اگر کوئی انجیل پوچھتا بھی تو کہدیتے کہ انجیل فلاں الماری میں بھول گئی ہے اور آج وہاں رہ گئی ہے کل دیں گے اور اس طرح پر روز ٹلاتے رہتے۔ کیونکہ انجیلی تعلیم موجودہ زمانہ میں اس قابل ہی نہیں ہے کہ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھا جاوے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کبھی کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے اس تعلیم پر عمل کر کے دکھایا ہو + کسی پادری اور عیسائی کو جب یہ بات حاصل نہیں تو اور تو کوئی کیا کریگا اور سب سے بڑھکر یہ کہ خود مسیح نے بھی انجیل کی تعلیم کے موافق عمل کر کے نہیں دکھایا اور انکا عمل ثابت نہیں ہے اور یہ چارے کس شمار میں ہیں اگر یہ تعلیم صحیح ہے تو چاہیئے تھا کہ عیسائی لوگ اب بھی کرتہ مانگنے والے کو چادر دیدیتے اور ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دیتے مگر ہم کو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ تکلف اور تصنع سے بھی برائے نام کسی نے اس پر عمل کر کے دکھایا کوئی تو انجیل کی عزت رکھنے والا ہوتا + برخلاف اسکے ایسا دیکھا گیا ہے کہ اگر ذرا سی بات بھی کسی غیر قوم کے خلاف مزاج ہو گئی ہے تو عدالت تک پہنچتے ہیں اور ہر طرح سے کوشش کرتے ہیں کہ سزا دلائی جاوے۔

مگر قرآن شریف اسکے مقابلے میں کیا تعلیم دیتا ہے فرماتا ہے۔ **جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا**

ومن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ۔ یعنے بدی کی سزا اسی قدر بدی ہے۔ لیکن اگر کوئی معاف کر دے اور اس عفو میں اصلاح مد نظر ہو بگاڑ نہ ہو تو ایسے شخص کو خدا سے اجر ملیگا دیکھو قرآن شریف نے انجیل کی طرح ایک پہلو پر زور نہیں دیا بلکہ محل اور موقع کے موافق عفو یا سزا کی کارروائی کرنے کا حکم دیا ہے۔ عفو غیر محل نہو۔ ایسا عفو نہ ہو کہ اس کی وجہ سے کسی مجرم کو زیادہ جرأت اور دلیری بڑھ جاوے اور وہ اور بھی گناہ اور شرارت میں ترقی کرے۔ غرض دونوں پہلوؤں کو مد نظر رکھا ہے اگر عفو سے اس کی عادت بڑھ جاتی ہے تو عفو کی تعلیم ہے اور اگر اصلاح سزا میں ہو تو سزا دینی چاہیئے اور پھر اگر قرآن شریف کی اور باقی تعلیموں کو بھی زمانہ کے ساتھ مطابق کرنا چاہیں تو اور کوئی تعلیم اسکا مقابلہ نہ کر سکے گی۔

دابۃ الارض

فرمایا قرآن شریف نے جو فرمایا ہے

اخرجنا لہم دابۃ من الارض تکلمہم ان الناس

کانوا بایاتنا لا یوقنون۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود جسکے وقت کے متعلق یہ پیشگوئی ہے اس کے دعاوی کا بہت بڑا انحصار اور دار و مدار نشانات پر ہوگا۔ اور خدا نے اسے بھی بہت سے نشانات عطا فرمائے ہونگے کیونکہ یہ جو فرمایا کہ

ان الناس کانوا بایاتنا لا یوقنون یعنے اس عذاب کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ہمارے نشانات کی کچھ بھی پرواہ کی اور ان کو نہ مانا + اسواسطے انکو یہ سزا ملی ہے۔ ان نشانات سے مراد صرف مسیح موعود کے نشانات ہیں ورنہ یہ امر تو ٹھیک نہیں کہ گناہ تو زید کرے اور اس کی سزا عمرو کو ملے جو اس سے تیرہ سو سال بعد آیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگر لوگوں نے نشانات دیکھے اور ان کا انکار کیا تو اس انکار کی سزا تو ان کو اسی وقت مل گئی اور وہ تباہ اور برباد ہو گئے۔ اور اگر آیت سے وہی نشانات مراد ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے تھے تو اب ہزاروں لاکھوں مسلمان ایسے ہیں کہ اگر ان سے پوچھا بھی جاوے۔ کہ بتاؤ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کون کون سے نشانات ظاہر ہوئے تو ہزاروں میں سے شاید کوئی ہی ایسا نکلے جس کو اس طرح پر آپ کے نشانات کا علم ہو۔ ورنہ عام طور سے اب مسلمانوں کو خبر تک بھی نہیں کہ وہ نشانات کیا تھے اور کس طرح خدا نے آپ کی تائید میں ان کو ظاہر فرمایا۔ مگر کیا اس لاعلمی سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ لوگ سارے کے سارے ان نشانات سے منکر ہیں اور ان کو وہ نہیں مانتے حالانکہ وہ مومن بھی ہیں۔ اگر ان کو علم ہو تو وہ مانے بیٹھے ہیں ان کو کوئی انکار نہیں۔ ان لوگوں کے متعلق تو ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نشانات ماننے کا لفظ لا سکتے ہی نہیں کیونکہ انہوں نے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کی نبوت کے تفاصیل بغیر مان لیا ہوا ہے۔ وہ انکار کیسے کر سکتے ہیں۔ اور دیگر مذاہب کے لوگوں پر وہ نشانات اب حجت نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے وہ دیکھے نہیں ہیں جنہوں نے دیکھ کر انکار کیا تھا وہ ہلاک ہو چکے موجودہ زمانے کے لوگوں نے آپ کے نشانات دیکھے ہی نہیں۔ تو وہ اس انکار کی وجہ سے ہلاک کیسے ہو سکتے ہیں؟

پس معلوم ہوا کہ ان نشانات سے مراد مسیح موعود ہی کے نشانات ہیں جن کے انکار کی وجہ سے عذاب کی تنبیہ ہے اور خدا کا غضب ہے۔ ان لوگوں کے لئے جنہوں نے مسیح موعود کے نشانات سے انکار کیا ہے اور یہ خدائی فیصلہ ہے جس کو رد نہیں کر سکتا۔

یہ نص صریح ہے اس بات پر کہ طاعون مسیح موعود کے انکار کی وجہ سے آئی ہے

النصح

از میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

رد کبھی اے دوستو حکم قضا ہوتا نہیں
کون کہتا ہے کہ لکھا جا چکا ہوتا نہیں
حق نے جو وعدہ کیا وہ کیا وفا ہوتا نہیں
نکلے جو مومن کے منہ سے وہ بھی کیا ہوتا نہیں

کیوں سمجھتے ہو اسے تم عبد مومن کا کلام
جبکہ دعوے صاف ہے اسکو کہ ہو حق کا پیام
قدرت حق میں کبھی بھی دخل انسانی نہیں
کام جو انسان کرے وہ کار رحمانی نہیں

جو کہ ہو طاقت سے انسان کے وہ لاثانی نہیں
گفتۂ حق وہ ہو جس کا کوئی بھی ثانی نہیں
حق کا کہنا اور ہے بندہ کا کہنا اور ہے
اور اس کا طور ہے اور اور اسکا طور ہے

گفتۂ انسان جو ہے وہ پر خطا ہووے تو ہو
اس میں ممکن ہو اگر ثابت بیا ہووے تو ہو
آدمی کی یونہی اک منہ کی ہوا ہووے تو ہو
جھوٹ کی اس میں اگر کوئی ادا ہووے تو ہو

عبد مومن کا مگر ہو مل چکا جس کو خطاب
بات وہ کہدیگا جو وہ بات ہوگی لاجواب
اس میں جو ہوتی ہے ہیبت اس میں وہ ہیبت کہاں
اس میں جو ہوتی ہو شوکت اس میں وہ شوکت کہاں

اسمیں جو ہوتی ہو قدرت اسمیں وہ قدرت کہاں
اسمیں جو ہوتی ہو جرأت اسمیں وہ جرأت کہاں
یوں کھڑا دھوے سے ہو کر کوئی کہہ سکتا نہیں
بوجھ ہو بھاری اسے ہر کوئی سہہ سکتا نہیں

عبد مومن کی زبان اپنی زبان ہوتی نہیں
اس کی اپنی کوئی قوت درمیان ہوتی نہیں
بات جو کہدے وہ ہرگز بے نشان ہوتی نہیں
ہو کے رہتی ہے وہ یونہی رائگان ہوتی نہیں

وہ بھی حق کے ساتھ ہے اور حق بھی اسکے ساتھ ہے
آستین میں اس کی پوشیدہ خدا کا ہاتھ ہے

(باقی آئندہ)

حضرت اقدس کی پرانی اچھوتی تحریریں

معجزہ ہمارے نزدیک معجزہ اسے کہتے ہیں جسکو ساتھ اس شخص کے صدق کے اظہار کا قصد کیا جاوے جس نے نبوت کا دعوے کیا ہو۔ اور اس کے لئے کئی شرطیں ہیں۔

اول۔ یہ شرط ہے کہ چاہیئے معجزہ فعل اللہ ہو یعنی ثابت ہو جاوے کہ یہ اللہ تعالے کا فعل ہے۔ خلق اللہ کا فعل نہیں ہے۔

دوم۔ شرط دوسری یہ ہے کہ خارق العادت ہو کیونکہ طلوع شمس اور شگوفہ ربیع کو معجزہ نہیں کہیں گے +

سوم۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اسکا معارضہ نہ ہو سکے۔ کیونکہ بعضے اعمال کے ہی ہیں۔

چہارم۔ چوتھی شرط یہ ہے۔ کہ مدعی نبوت کے ہاتھ سے ظاہر ہو۔ کیونکہ معجزہ اس واسطے ہے کہ تا نبوت اس سے تصدیق کیجاوے۔

پانچویں۔ شرط یہ ہے کہ موافق دعوے کے ہو۔ مثلاً کوئی کہے کہ میں جانور زندہ کرتا ہوں اور پہاڑ کو بلاوے یہ موافق دعوے کے نہیں ہے

چھٹی شرط یہ ہے کہ معجزہ تکذیب نکرے مثلاً کسی نے کہا کہ میں جانور کو بلا دیتا ہوں۔ پس جانور بولے اور کہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔

سوال

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کس طرح سمجھا جاوے کہ معجزہ صدق دعوے پر پختہ دلیل ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اصل غرض معجزہ کی یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ شخص خدا تعالے کیطرف سے ہے اور خدا تعالے اپنے کاموں سے شناخت کیا جاتا ہے اور نبی سے ایسے کام ظہور میں آتے ہیں کہ بجز خدا تعالے کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ خدا تعالے کا کام ہے۔ اور جسکے ہاتھ پر اس کی تصدیق کے لئے یہ فعل ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ خدا تعالے کا نبی کہلاتا ہے۔

اور خدا تعالے کے کام دنیا میں تین قسم کے ہیں یا ایسے کام ہیں جو اللہ تعالے کی ربوبیت پر دلالت کرتے ہیں اور یا وہ کام ہیں کہ اس کی رحمت اور فضل پر دال ہیں اور فرق ربوبیت اور رحمت میں یہ ہے کہ ربوبیت عام ہے۔ اور رحمت خاص۔ کیونکہ جب خدا نے ہر ایک کو عدم سے پیدا کر کے برگزیدہ کیا اور اسکے لئے سب سامان مقرر کر دیا تا وہ پرورش پاوے۔ تو یہ ربوبیت ہے اور جب خدا نے ہلاکت سے بچا کر عطا کی

تو خواہ نعمت عطا کی تو یہ رحمت ہے اور سارا جہان اس کی رحمت سے زندہ ہے کیونکہ کوئی شخص اسکے آگے بے گناہ نہیں ٹھہر سکتا الا ماشاء اللہ۔

اور تیسرا کام پروردگار کا یہ ہے کہ وہ مالک جزا اور سزا کا ہے اور یہ تیسری صفت بوجہ اکمل ہر دو صفت سابق کو بھی پورا کرتی ہے +

اب جاننا چاہیئے کہ جس طور کا نبی ہوتا ہے اکثر اور زیادہ تر اسی طرز کے اس سے معجزے ظہور میں آتے ہیں۔ اس لئے موسے علیہ الصلوۃ والسلام سے وہ معجزات ہوئے جن میں یہ مطلب تھا۔ کہ تا بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے خلاص کر کے اپنی تربیت خاص سے ان کو پرورش کرے۔ اور حقیقت میں وہ سب معجزہ جو موسے علیہ السلام نے فرعون کے سامنے دکھائے سب اس قسم کے تھے جن سے اصلی مطلب یہ تھا کہ خدا اسطرح زبردست ہاتھ سے جنگ کر کے اور قوی نشان دکھا کر اپنے بندوں کو دشمنوں کے ہاتھ سے خلاصی دیتا ہے۔ سو اس میں کمال تربیت اس کی پائی جاتی ہے۔ بعد اسکے پتھروں سے پانی آسمان سے روٹی کا عطا ہونا اسی لئے تھا کہ وہ معلوم کریں کہ خدا ان کا مربی اور تربیت کرنے والا ہے۔ غرض خدا تعالے نے ابتدا سے آخیر تک بنی اسرائیل سے ایسے کام لئے۔ کہ بعضے ارباب غفلت کو یقین کلی آ گیا کہ خدا نے بنی اسرائیل کی بڑی تربیت کی۔ بعد اسکے حضرت عیسے علیہ السلام ہوئے ان سے ایسے معجزات صادر ہوئے جن سے خدا کی رحمت ثابت ہوتی ہے۔ اور انکے ہی حق میں اس لئے وارد ہوا کہ رحمت لبنی اسرائیل یعنے یہ نبی بنی اسرائیل کے لئے رحمت ہے اس سے یہ غرض تھی کہ بنی اسرائیل خدا کی قدرتوں پر ایمان لا کر دل سے اس کی طرف متوجہ ہوں مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین فرمایا۔ اسلئے آپکے معجزات وخوارق اسی قدر قوت میں بڑھے ہوئے ہیں جس قدر آپ کی تبلیغ اور دعوت کا دائرہ وسیع ہے +

حضرت حکیم الامت کے ارشادات اور مکتوبات

"توضیح بغرض تصحیح"

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں حضرت حکیم الامت کے ارشادات کے عنوان کے تحت میں آ چکا ہے ارشاد قرآن کریم کی بعض مشکل آیات کے حل کے متعلق شائع ہوا ہے کہ حضرت مسیح اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت حکیم الامت کے ایک استفسار پر قرآن شریف کی بعض آیات مشکلہ کے حل کے لئے فرمایا کہ اگر اس آیت کو لکھکر مٹھی میں رکھ کر سو جاوے تو اللہ تعالے اسے حل کر دیتا ہے" اسپر بعض احباب کو تعجب ہوا۔ اور انہوں نے حضرت حکیم الامت سے سوال کیا ہے کہ پھر کیا قرآن کریم کے سمجھنے اور حل کرنے کے لئے تقوے کی ضرورت نہیں لا یمسہ الا المطہرون صحیح نہیں وغیرہ وغیرہ + یہ شبہ ہے جو اس تحریر سے ناشی ہوا ہے۔ اس لئے ہم اس امر کی توضیح بغرض تصحیح کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں +

الحکم میں حضرت حکیم الامت کے ارشادات کے تحت میں کئی مرتبہ قرآن شریف کے حل مطالب کے بہت سے قاعدے جو انہوں نے تجربہ کئے ہیں درج کئے گئے ہیں۔ جن سکے اعادہ اور تکرار کی یہاں ضرورت نہیں۔ ہم کو صرف اس جگہ اسی شبہ کے متعلق کچھ لکھنا ہے +

قرآن شریف کے مطالب ومقاصد پر اطلاع پانا تقوے کو چاہتا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ قرآن شریف نے خود فرمایا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اغراض میں جو یعلمہم الکتب فرمایا ہے تو یہ بھی تزکیہ کے بعد یعنے اول آپکا کام یتلوا علیہم آیاتہ دوسرا کام یزکیہم۔ تیسرا یعلمہم الکتب۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقوے اور تزکیہ نفس پہلی شرط ہے۔ پھر قرآن شریف کے حل معانی کے لئے شرط ہے مجاہدہ۔ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں کھولدیتے ہیں۔ غرض قرآن شریف کے سیکھنے کیلئے تزکیہ تقوے اللہ اور مجاہدہ ضروری ہے۔ اب یہ بات کہ قرآن شریف کی آیت لکھکر مٹھی میں رکھکر سونے سے اسکا مطلب حل ہو جاتا ہے کیا ان امور سے منافی اور متناقض ہے اور کوئی ایسا آدمی جو متقی نہ ہو محض اسی صورت سے قرآن شریف سیکھ سکتا ہے ۔؟۔

ایسا سوال کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ کیا کوئی فاسق۔ فاجر۔ قرآن شریف کے مطالب کے سمجھنے کے لئے کوشش کرے گا؟ قرآن شریف کے سیکھنے کا شوق اور محبت تو اسی کے دل میں پیدا ہوگی۔ جو متقی ہو اور مجاہدہ کرنیوالا ہو۔ سگ را بہ مسجد چہ کار فاسق کو قرآن شریف سے کیا تعلق اور محبت؟

بس جو شخص متقی اور پاکباز ہوگا وہی یہی کریگا کہ اسپر قرآن شریف کے اہم امور کھل جائیں اور یہ طریق کہ کاغذ پر آیت لکھکے مٹھی میں لیکر سو جائیں یہ کوئی شعبدہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک فطرتی اصل ہے

جو انسان کے اندر موجود ہے اس سے صرف توجہ کا اسطرف مبذول کرنا مقصود ہے جو شخص سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے قرآن شریف کا دھیان رکھیگا وہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے نیچے کام کرتا ہے اسلئے اللہ تعالے اسپر کشف حقایق کر دیتا ہے۔

مختصر یہ کہ یہ ترکیب یا عمل مجاہدہ اور سعی فی اللہ ین کے ماتحت ہے اور یہ مجاہدہ بجائے خود منحصر ہے تقوے پر پس اس سے ہرگز دھوکا نہ کہانا چاہیئے کہ فاسق فاجر بھی فایز المرام ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں اسے کبھی راہ نہیں مل سکتی۔ (ایڈیٹر)

"مکتوبات حکیم الامت"

ذیل میں جو خط آپ کا درج کیا جاتا ہے اس خط میں مسئلہ ولایت کی تحقیقات کی گئی ہے اور اسکے آخری حصہ میں آپکی قرآن شریف سے محبت اور عشق کا ثبوت ملتا ہے اور حفظ قرآن کے زمانہ کا پتہ لگتا ہے۔ بالفعل ہم کو ان خطوط اور ارشادات کے اندراج سے ان منتشر امور کو یکجا جمع کرنا ہے اگر اللہ تعالے نے ہمیں توفیق دی تو ہم ان امور کو سوانح کی صورت میں پیش کرینگے ارادہ رکھتے ہیں اسوقت ان کی ترتیب پڑھنے والوں کے لئے امید کیجاتی ہے۔ انشاء اللہ العزیز بہت دلچسپ ہوگی ہم اپنے ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی خط حضرت حکیم الامت کا ہو وہ ہمارے پاس بھیجدیں تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی اس سے فایدہ پہونچے۔ (ایڈیٹر)

پیارے۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

ولایت دو قسم ہے ایک ولایت تربیت حضانت (دودھ پلانا لڑکی بچین میں رکھنا) دوسرے ولایت مال اور نکاح کی تربیت اور پالنے میں عورت ولی ہو تزویج اور نکاح میں عورت کو ولایت نہیں۔ باپ ہی ولی ہے اگر موجود ہو اگر نہ ہو تو دادا پھر لڑکی کے اور بھائی غرض لڑکی کے باپ والی عورت کسی طرح ولایت نکاح نہیں رکھتی۔ عورت نے اگر نکاح کر دیا تو باپ اعتراض کر سکتا ہے۔ ہاں خود لڑکی اگر بالغ ہو اعتراض کر سکتی ہے محدثین کے مذہب میں باپ کا نکاح کیا ہوا لڑکی کی عدم رضا میں ٹوٹ سکتا ہے الا لڑکی بھی بدون مرضی باپ کے نکاح نہیں کر سکتی۔ غرض عورت کسی صورت میں ولی نہیں۔ مہر کے بدلے لڑکی کبھی نہیں ہو سکتی۔ یہ بیہ ناجایز ہے۔

پیارے۔ عزیز خدا خدا ہے اور رسول رسول

مدینہ طیبہ رزقنا اللہ اقامتنا وجوارہا۔ بڑی پاک جگہ ہے۔ الا مدینہ کا جانا رکن حج نہیں کسی مذہب والے نے نہیں لکھا حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ ظاہری۔ محدث لوگوں کی کتابیں موجود ہیں۔ شیخ صاحب عنایت فرماکر فرمانا خلاف تحقیق ہے صرف خیالی امر ہے اور خیال بھی صرف شیخ صاحب کا۔ حج کے احکام ضروری قرآن شریف میں موجود ہیں۔ وہاں مدینہ جانے کا ذکر بھی نہیں۔ بلکہ سچ پوچھو تو کوئی دلیل نہیں جس سے کسی حالت میں بھی مدینہ طیبہ کا جانا فرض نکلتا ہو ہاں ہجرت کے واسطے اسوقت جب دین صرف حجاز میں رہجاوے گا۔ ایک وقت مدینہ طیبہ جانے کا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ الا وہ صرف حجاز کا لفظ ہے جس میں کہ مکہ معظمہ مدینہ طیبہ دونوں میں سے جس میں چاہیں رہ سکتے ہیں۔ فرضیت مدینہ طیبہ جانے کی دلیل قرآن شریف سے حدیث صحیح سے عقل سے۔ اجماع سے۔ شیخ صاحب کو لانی چاہیئے اگر نکلے ہم ان کے ممنون ہوکر ایک دفعہ ضرور بغرض فرض اور اس رکن کے بہ نیت فرض سفر کرینگے اور ثواب شیخ صاحب کو حاصل ہوگا۔

خاکسار نور الدین عفا اللہ عنہ

پیارو کبھی کبھی دو تین حروف سے یاد فرمایا کیجئے راقم کو آپکے کرم نامے سے نہایت فرحت ملا کرتی ہے خصوصاً جب آپ مسایل شرعیہ میں کچھ لکھتے ہیں پیارو آپ نے اپنے دلی دوست کے حق میں کبھی دعا بھی فرمائی۔ دعا کا محتاج ہوں۔ مبارک ہو راقم نے قرآن شریف کے تیرہ سیپارے یاد کر لئے دیکھو دین جی کیسا بڑا کام ہے تے پیری میں کر لیا۔ بڑا عالی ہمت ہوں۔ یہ عدیم الفرصتی یہ قرآن کا یاد کرنا وما توفیقی الا باللہ اب دعا کرو قرآن شریف ختم ہو جاوے۔ پیارو دعا کرو۔ دعا کرو۔ دعا کرو۔

رفع الزام

ہمارے نہیں نہیں حق کے مخالفوں کی عجب حالت ہے۔ کہ جب کوئی اور بات انہیں نہیں ملتی تو جھوٹی اور بے اصل خبریں اڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت حکیم الامت کے متعلق مشہور کیا کہ آپنے معاذ اللہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اسپر ہمارے ایک محترم بھائی سید سرور شاہ صاحب نے حضرت حکیم الامت سے اسکے متعلق استفسار کیا اسکے جواب میں آپنے جو کچھ لکھا اسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

یہ خط سید سرور شاہ صاحب کے اس خط کا جواب جبکہ سید صاحب نے مخالفین سے یہ سنا تھا کہ مولوی نور الدین مرزا سے منکر ہوگیا ہے استفسار کیا تھا۔

ومن اظلم ممن افترے علے اللہ کذبا او کذب بایاتہ۔

نور الدین نے تو میرزا کی آیات دیکھ لیں کہ وہ منجانب اللہ ہے۔ پس اگر وہ ان آیات اللہ کا مکذب ہے تو اس سے ظالم تر کون ہے۔ مگر وہ بحمد اللہ ظالم نہیں اور اسی اعتقاد پر ہے۔

(نور الدین)

ایک سائل کے جواب میں

السلام علیکم۔

۱ - اذا قاتل احدکم فلیتجنب الوجہ۔ ان اللہ خلق آدم علے صورتہ۔ ہا ضمیر صورتہ کے اس احد کیطرف جاتی ہے۔ جو قاتل کا مفعول ہے

۲ - نفخ فی الشراب کی ممانعت تو مجھے وہی معلوم ہوتی ہے کہ پینے والا پیتے وقت پانی کے اندر سانس نکالے۔ یہ منع ہے۔ نہ دم کرنا۔

۳ - یہ تعظیمیں جو ہمارے ملک میں مروج ہیں بالکل عجم کا دستور ہے۔ عرب خصوصاً زمانہ صحابہ میں ان کا رواج نہ تھا۔ گلے ملنا ہے جس کو ملیں اسے معانقہ کہتے ہیں یا اور ضرورت کے لئے اٹھنا ثابت ہے۔ اور بس۔

۴ - علماء متقدمین کو برا کہنا بہت ہی برا ہے۔ سباب المومن فسوق ..... ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے

والذین جاءو من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان - اور گالی تو بتوں کو اور ان کو بھی جائز نہیں جن کی لوگ پرستش کرتے ہیں۔

۵ - فاتحہ خلف الامام اور رفع سبابہ سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔ اسپر اگر کوئی نعوذ باللہ کفر یا اضلال کا فتوے دے تو احمق ہے۔ اور ایسے لوگوں پر کیا حکم کیا جاوے۔ یہ اسوقت کہا جاتا ہے جب اس ملک میں اسلام کا حکم ہو۔

۷ - تخالف اسلامیوں میں جائز نہیں۔ مگر کیا کیا جاوے۔ جب اسلام کی حکومت نہیں اور کوئی اختلاف کو مٹانیوالا نہیں۔ خود بیت اللہ میں چار مصلے موجود ہیں۔ اور جگہ کون مٹا سکتا ہے۔

۸ - لوطی اور لواطت کرنے والا قتل کا مستحق ہے۔ اگر حکومت اسلام ہو اور مرتکب لواطت ضرور کا فر ہے۔

۹- ابلیس قوم جن سے ہے کان من الجن قرآن میں موجود ہے -

۱۰- ملائکہ کس چیز سے بنے مجھے معلوم نہیں اور نہ اسکی بہت ضرورت ہے -

۱۱- سماع موتے احادیث سے ثابت ہے -

۱۲- **قبرستان کی تعظیم** - رسول اکرم نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار سے ثابت نہیں -

۱۳- اہل وہ اگر کچھ لوگوں کو نکال دیں قرآن کو جمعہ پڑھنا تو ضرور ہے - اگر مسجد میں کوئی نہ جانے دے تو کیا کریں **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا** - ممکن ہو جمعہ پڑھ لیں -

۱۴- **المومنون لا یموتون** - مجھے یاد نہیں کہ کوئی حدیث ہو یہ تو موضوع معلوم ہوتی ہے -

۱۴- من فی القبور سے کفار مراد ہیں -

۱۵- مومن جب مر جاتا ہے اس کی روح کو جسم سے ضرور تعلق رہتا ہے -

۱۶- **قرآن مجید** کو زیر زانو رکھ بیٹھنا جائز نہیں بے نوری - بے ادبی - بے حرمتی کلام الٰہی کی بڑے شعائر اللہ سے ہے **ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب** قرآن سے ثابت ہے - فصل الخطاب فی مسئلہ فاتحۃ الکتاب اب میرے پاس نہیں رہی - مسائل کا مختصر جواب میں نے عرض کر دیا ہے اگر مفصل مع دلائل مطلوب ہوگا - تو پھر - مگر میں جانتا ہوں کہ مسائل صاف ہیں اور یہ جواب ایک متقی مومن کو بس ہے -

والسلام - نور الدین ۲۳ - مئی ۱۹۰۲ء از قادیان

صبح کی سیر

۷ - اپریل ۱۹۰۳ء

صحابہ کی فضیلت | فرمایا لا الہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ یہ ایک ہی آیت صحابہ کے حق میں کافی ہے کہ انہوں نے بڑی بڑی تبدیلیاں کی تھیں اور انگریز بھی اس کے معترف ہیں ان کی کہیں نظیر ملنا مشکل ہے - بادیہ نشین لوگ اور اتنی بہادری اور جرأت تعجب آتا ہے -

طاعون کے علاج کے متعلق ذکر آنے پر فرمایا مجھے سمجھ نہیں آتا کہ طاعون کا کوئی قطعی علاج ہو - اس کے زور کے وقت اور اس بیماری میں مبتلا شدید کو اگر کوئی دوائی فائدہ کرے تب تو مان لیں جب زہریلے مواد نہایت تیزی سے پیدا ہوتے ہوں اس وقت کسی دوائی کا عمل دکھلا دو تو سہی اسکا نسخہ تو محض اللہ تعالے ہی ہے

نسیم توحید | اب خدا کیطرف سے امید ہے کہ وہ دن قریب ہیں کہ ہمارا غلبہ ہو جاوے کیونکہ انتشار سے معلوم ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ لوگ توحید کیطرف رجوع کرتے جاتے ہیں - عیسائیوں نے مسیح کی خدائی پر اب اصرار دینا چھوڑ دیا ہے ہنود میں آریہ توحید کیطرف مائل ہو رہے ہیں - پس یہ ایک ہوا چل پڑی ہے - جب ان سب لوگوں نے اپنے اصول چھوڑ دیئے ہیں تو ان کی تو خودکشی ہو رہی ہے -

جیسے چھ مہینے کے بعد کھیتی کی حالت کچھ اور ہی ہو جاتی ہے - اسی طرح ان لوگوں کے عقائد میں بین فرق نظر آ جاتا ہے -

ایک اکیلے آدمی کا کام ہرگز نہیں کہ کسر صلیب کرے مگر ہاں جب خدا کا ارادہ اسکے ساتھ ہو تو ہر ملایک اس کی امداد میں کام کرتے ہیں -

نزول مامور | جب مامور - مامور ہو کر آتا ہے تو بے شمار فرشتے اسکے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور دلوں میں اسی طرح نیک اور پاک خیالات کو پیدا کرتے ہیں (جیسے اس سے پہلے شیاطین برے خیالات پیدا کیا کرتے ہیں -) اور یہ سب مامور کیطرف منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ اسی کے آنے سے یہ تحریکیں پیدا ہوتی ہیں - اسی طرح فرمایا

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر - الآیۃ

خدا تعالے نے مقدر کیا ہوا ہوتا ہے کہ مامور کے زمانہ میں ملایک نازل ہوں - کیا یہ کام بغیر امداد الٰہی کہیں ہو سکتا ہے - کیا یہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ ایک شخص خود بخود اٹھے اور کسر صلیب کر ڈالے - نہیں - ہاں اگر خدا اسے امداد دے تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے -

یہ کسر صلیب اعزازاً اور اکراماً مسیح موعود کیطرف منسوب کیجاتی ہے ورنہ کرتا تو سب کچھ خدا ہے - یہ باتیں عین وقت پر واقع ہوئی ہیں قرآن سے بہ تصریح معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ یہی ہے جسکا نام خدا نے رکھا ہے - **ستۃ ایام** چھٹے دن کے آخری حصہ میں آدم کا پیدا ہونا ضروری تھا - براہین احمدیہ میں اسی کیطرف اشارہ ہے -

اردت ان استخلف فخلقت آدم

پھر فرمایا **ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون** -

آج سے پہلے جو ہزار برس گذر رہے وہ باعتبار بد اخلاقیوں اور بد اعمالیوں کے تاریکی کا زمانہ تھا - کیونکہ وہ فسق و فجور کا زمانہ تھا اسی لئے آنحضرت نے **خیر القرون قرنی** کہکر تین سو برس کو مستثنی کر دیا ہے - باقی ایک ہزار ہی رہ جاتا ہے - ورنہ اسکے بغیر احادیث کی مطابقت ہو ہی نہیں سکتی - اور اس طرح ہر پہلی کل کتابوں سے بھی مطابقت ہو جاتی ہے اور وہ بات بھی پوری ہوتی ہے کہ ہزار سال تک شیطان کھلا رہیگا - یہ بات بھی کیسی پوری ہوتی ہے اور انگریز بھی اسی واسطے شور مچاتے ہیں کہ یہی زمانہ ہے جس میں ہمارے مسیح کو دوبارہ آنا چاہئے - یہ مسئلہ ایسا مطابق آیا ہے کہ کوئی مذہب اس سے انکار کر ہی نہیں سکتا - یہ ایک علمی نشان ہے جس سے کوئی گریز نہیں ہو سکتا -

ایک بھائی کے خواب بیان کرنے پر فرمایا - کہ یہ خواب ایک عجیب بات پر ختم ہوا ہے ......

شیطان انسان کو طرح طرح کے تخیلات سے دھوکہ دینا چاہتا ہے مگر معلوم ہوا کہ تمہارا نتیجہ بہت اچھا ہے - کیونکہ اس رؤیا کا اختتام اچھی جگہ پر واقع ہوا ہے - ایسا اکثر ہوا کرتا ہے چنانچہ ایک ولی اللہ کا ذکر لکھا ہے - کہ جب انکا انتقال ہوا تو ان کا آخری کلمہ یہ تھا کہ ابھی نہیں ابھی نہیں - ایک ان کا مرید یہ کلمہ سنکر سخت متعجب ہوا اور رات دن رو رو کر دعائیں مانگنے لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے - ایک دن خواب میں ان سے ملاقات ہو گئی - دریافت کیا کہ یہ آخری الفاظ کیا تھا اور آپ نے کیوں کہا تھا - جواب دیا کہ شیطان عین موت کے وقت ہر ایک انسان پر حملہ کرتا ہے کہ اس کا نور ایمان آخیر وقت پر چھین لے اس لئے حسب معمول وہ میرے پاس بھی آیا اور مجھے مرتد کرنا چاہا - اور میں نے جب اسکا کوئی وار چلنے نہیں دیا تو مجھے کہنے لگا کہ تو میرے ہاتھ سے بچ نکلا اس لئے میں نے کہا کہ ابھی نہیں ابھی نہیں یعنے جب تک میں مر نہ جاؤں مجھے تجھ سے اطمینان حاصل نہیں -

پھر فرمایا آج رات مجھے بھی خواب آیا ہے مگر معلوم اسکے اصل مفہوم کیا ہیں یعنے اسکے لفظوں سے اجتہادی معنے نکالے ہیں جیسا کہ میں کسی راستہ پر چلا جاتا ہوں گھر کے لوگ بھی ساتھ ہیں اور مبارک احمد کو میں نے گود میں لیا ہوا ہے - بعض جگہ نشیب و فراز بھی آجاتا ہے جیسے کہ دیوار کے برابر چڑھنا پڑتا ہے - مگر آسانی سے اتر چڑھ جاتا ہوں اور مبارک اسی طرح میری گود میں ہے - ارادہ ہے کہ ایک مسجد میں جانا ہے جاتے جاتے ایک گھر میں جا داخل ہوئے ہیں گویا وہ گھر ہی مسجد موعود ہے جس کی طرف ہم جا رہے ہیں - اندر جا کر دیکھا ہے کہ ایک عورت بعمر ۱۰ سال سفید رنگ وہاں بیٹھی ہے اسکے کپڑے بھگوے رنگ کے ہیں گو بہت خوبصورت نہیں عینک لگی ہیں تو گھر والوں نے کہا ہو کہ یہ حسن کی [illegible] ہے اور یہیں خواب ختم ہو گئی -

اسلام میں عورتون کی حالت

نمبر دوم

رومتہ الکبرے کی عظیم الشان اور مغربی عیسائیت کی عروس سلطنت میں ہم دیکھتے ہیں کہ پادریوں کے ادنے سے اشارہ پر شاہراہون پر بھیڑ بکری کی طرح عورتون کی بو جھ کھجاتی تھیں اور ان ستم گارون کو ان کی تکالیف پر کوئی رحم نہیں آتا تھا۔ باوجود یکہ انجیل ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری پھیر دینے کی تعلیم اس قوم کو دی گئی تھی لیکن ان بھیڑون کے لباس میں ظاہر ہونے والے بھیڑیون کو اس ضعیف مخلوق پر جابرانہ حکومت کرنے کا بہت بڑا شوق تھا۔ پادریون کے جسقدر فتوے عورتون کے خلاف جاری ہوتے تھے ان کی تعمیل فی الفور کی جاتی تھی۔ اسوقت غلامون سے بھی بڑھکر عورتون سے سلوک کیا جاتا تھا۔ اگر رومتہ الکبرے کی تاریخ اٹھا کر دیکھین یا اس کی گلیون مین ہمارا گذر ہو تو اس ضعیف مخلوق کے خون کی نالیان بہتی ہوئی نظر آئین گی اور تاریخ کے اوراق خون عورت سے رنگے ہوئے دکھائی دینگے۔ اس سے ہم اس نتیجہ پر پہونچین گے کہ ایسی حالت اور صورت میں جبکہ عیسائیت کا پورا عمل و دخل وہان تھا۔ عورت کی بیحرمتی و حرمت شکنی ہوتی تو معلوم ہوا کہ عیسائیت عورت ذات کے حقوق قایم کرنے مین بالکل پیچھے رہی ہے یا اگر کوئی حقوق عورت کے قایم کیے بھی گئے ہین تو یہ مذہب اسقدر قوت اور اثر اپنے اندر نہیں رکھتا جو ان پر عملدرآمد کرا سکے کیونکہ مذہب کے پورے کمال کے دنون مین اسکے ماننے والے بلا نمونہ دکھانے والون کی یہ حالت ہے جس جس قدر آپ غور کرتے جائین گے اسیقدر یہ داستان خون سے رنگین نظر آئے گی +

دنیا کی پیدایش سے لیکر اب تک بجز زمانہ اسلام کے کبھی اس کمزور ہستی پر کوئی وقت ایسا آیا ہی نہیں کہ مذہبی حیثیت اور قانون کے موافق اس کی عزت کی گئی ہو۔

پھر اس ام الدنیا کی ایک اور درد انگیز داستان ہے جسکا سننا بھی کسی نرم دل آدمی کا کام نہیں جادو کے الزام مین اس مظلوم مخلوق پر بہت ستم توڑے گئے اور ڈائن کے خیال اور وہم سے خدا کی یہ عاجز مخلوق یورپ اور ایشیا مین زندہ جلا دی گئی۔ بڑی بے دردی اور بے رحمی سے ان کو ہتھوڑے تیرون سے اڑایا گیا۔ اسی پر بس نہین کیگئی بلکہ حاملہ عورتون کے پیٹ چاک کرکے ان کے بچون کو نکالا گیا ہے اور مردہ ہوکر بھی ان کے دلپر چوٹ نہین لگی اور رحم نہین آیا + جسقدر ظلم ایسا تامرل سکتے تھے عورت کے لئے تجویز کرنے گئے مگر اسپر بھی وہ جوش جو اس مخلوق پر بے رحمی اور بے دردی کا پیدا ہورہا تھا فرو نہین ہوا۔

نہین معلوم اس مخلوق نے مردون کا کیا بگاڑا تھا کہ معصوم اور شیرخوار لڑکیون کی چیخین آسمان پر پہونچی ہوئی ہین اور بے دردی اور بیمہری کے ساتھ ان کو زندہ درگور کیا گیا۔ سننے والے کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے اور آنکھون سے آنسو بہ نکلتے ہین۔ لیکن وہ کیسا پتھر کا کلیجہ رکھنے والے تھے۔ کہ جنہون نے والدین ہوکر اس عاجز مخلوق کو تہ خاک کر دیا۔ اور ان کی آہ اور آواز پر کوئی رحم کا نشان ظاہر نہ کیا + جن مظالم کو پڑھ کر سنگدل سے سنگدل انسان کا بھی زہرہ گداز ہو جاتا ہے۔ اسلام سے پہلے وہ ان پیدا کیے جاتے تھے وحشی و ناخدا شناس قوم مخلوق ساختہ بے حس و حرکت بون جنکے سے معبود ہون کے قدم ایک عرصہ دراز تک اس درماندہ مخلوق کے خون سے تر رہے ہین + انکو لاکر ان کی قربانگاہ پر ذبح کیا گیا۔ اور اس کو باعث نجات سمجھا گیا ہے۔ خانقاہون اور گرجون کے تہخانے اور مندرون کی کوٹھڑیان ان بے گناہون کی لاشون سے مدتون سڑتی رہی ہین۔ ایک راہب یا پادری کے معمولی اشارہ پر ہزارون بے گناہ عورتون کا مارا جانا ایک معمولی بات تھی۔ اور یہ دنیا ترک پوش جبہ پوش جو خانقاہون مین پڑے ہوئے زندگی بسر کرتے تھے ان کے لئے فرشتہ موت ثابت ہوتے تھے + صدیون تک یہ خدا کی مخلوق نہایت ہی ذلیل اور شرمناک حالت مین رکھی گئی ایسی حالت جو نہ آنکھون سے دیکھی جاوے اور نہ کانون سے سنی جاوے + جاؤ دنیا کی تاریخ پڑھو اور دیکھو کہ رومتہ الکبرے مین ان پر کیا گذری۔ قسطنطنیہ مین کیا بیتی۔ ہندوستان مین ان سے کیا سلوک ہوا؟ ایران مین ان پر کیا گذری اور کیا کیا ظلم ان پر روا رکھے گئے اور سب سے بڑھکر یورپ مین ان پر کیا کیا ستم توڑے گئے + عیسائیون کی خانقاہون اور گرجون نے ہندوؤن کے مندرون اور شوالون نے آتش پرستون کے آتش کدون نے یہ سب مظالم کیے ہین۔ اور وہ ان شرمناک اور خونی مناظر کے گواہ ہین +

اگر بیان تک ہی صبر کیا جاتا تو خیر تھی دنیا جہان در دیش جسمانی مظالم اور مصائب ہی پر انتہا ہوجاتی مگر ان ستم رسیدون کی اخلاقی اور روحانی حالت کا بھی ساتھ ہی خون کیا جاتا تھا۔ ایران مین مرد کی مذہبے زوجہ اور ماں بہن مین کوئی تمیز ہی رہنے نہ دی تھی اور شائست مت والون سے بھی آگے بڑھ گئے تھے ہندوستان مین بھی خطرناک حالت ہو رہی تھی یہان تک کہ ایک ہی عورت سارے بھائیون سے تعلق پیدا کر سکتی تھی اور اسکو کوئی اخلاقی اور شرعی گناہ نہ سمجھا جاتا تھا اب تک بھی اس رسم کا بقیہ اکثر مقامات پر موجود ہے۔

ہمکو حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ دنیا مین بڑے بڑے عظیم الشان اور مشہور لوگ گذرے ہین جن مین ریفارمر اور مصلح اور مختلف ادیان اور اقوام کے ہادی بھی تھے لیکن ان کی ہدایتون اور تعلیم کو جب مطالعہ کیا جاتا ہے تو ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کسی نے ان بیچاریون کی دردناک حالت پر بجز خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی نے توجہ نہین کی۔ اس مین کوئی شک نہین کہ ان کی ہدایتون اور تعلیمون مین ہم بہت ہی عمدہ باتین پاتے ہین جو اخلاقی طور پر کارگر اور مفید ہو سکتی ہین لیکن کوئی ہمین بتائے کہ عورتون کے متعلق ان کی ہدایتون مین کیا پایا جاتا ہے؟ ہندوؤن کو ویدون پر ناز ہے لیکن کوئی ہمین بتائے کہ ویدون کے مصنفون نے اس مخلوق کے لئے کیا کیا ہے۔؟ بودھ کی اپنی تعلیم مین عورتون کو کیا فایدہ پہونچایا۔ عیسائی مذہب نے عورتون کے کونسے حقوق برقرار رکھے۔؟ ان ساری باتون کا جواب ہمین افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ "کچھ بھی نہین" دینا پڑے گا۔

یہ حیرت اور تعجب اور بھی بڑھ جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہین کہ مشرق اور مغرب مین سب جگہ عورت کے معاملہ مین قریبًا یکسان ہی خیالات اور حالات پائے جاتے ہین اور جس چیز سے دنیا کی زیبائی ہے اس کے احترام اور عزت مین لاپرواہی سے کام لیا جاتا ہے۔ اس کے جائز حقوق بھی اس کو دینے سے مضایقہ کیا جاتا ہے۔ اور حتے الوسع کوشش کی گئی ہے کہ اس کو برباد کیا جاوے اور پاؤن کے نیچے کچلا جاوے + اور اس کو محض ایک مردہ عضو کیطرح اخلاقی پہلو سے معطل چھوڑا جاتا ہے جبکہ نوع انسان کے ہر ایک سامان ترقی کے لئے اسکی معیت نہایت ضروری خیال کیجاتی ہے یورپ جیسے مہذب ملک مین بھی جہان اس لطیف جنس کے اعلی مہذب ہونیکا دعوے کیا جاتا ہے وہان بھی اگر نظر غور سے دیکھا جاوے تو اس ضعیف مخلوق (فیر سیکس) کا وہی مایوسی بخش نظارہ نظر آتا ہے سوائے انسانی جذبات کے لحاظ سے جلیس و ہمدم قرار دینے اور کونسی اخلاقی تعلیم عورتونکو دیجاتی ہے اور کونسے حقوق اسکے لئے ریزرو رکھے جاتے ہین کچھ بھی نہین جو کچھ اسلام اور ہادی اسلام نے عالم نسوان کیلئے نیک و منافع رکھے ہین وہ شاید ہی کوئی موجودہ مذہب یا قانون

مقرب کامل

گذشتہ اشاعت سے آگے

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے آنحضرت کی جلالیت و عظمت کا اقرار کرکے زبور پینتالیس میں یون بیان کیا ہے (۲) تو حسن مین بنی آدم سے کہین زیادہ ہے تیری لبون مین نعمت بتائی گئی ہے اسی لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (۳) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حائل کرکے اپنی ران پر لٹکا۔ (۴) امانت اور حلم و عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبالمندی سے سوار ہو کر تیرا دہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھاویگا (۵) بادشاہ کے دلون مین تیرے تیر تیزی کرتے ہین لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہین (۶) اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے (یہ فقرہ اسی مقام جمع سے ہے جو قرآن شریف مین کئی مقام مین آنحضرت کے حق مین بولا گیا ہے) تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے (۷) تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبون سے زیادہ تر تجھے معطر کیا۔ بادشاہون کی بیٹیان تیری عزت والی عورتون مین ہین۔

اسی طرح حضرت یسعیا نبی نے آنحضرت کی جلالیت و عظمت و مظہر تام الوہیت ہونے کے بارہ مین اپنے صحیفہ کے باب بیالیس مین بطور پیشگوئی کی گواہی دی یا کر یون بیان کیا ہے دیکھو میرا بندہ جسے مین سنبھالون کا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے مین نے اپنی روح اس پر رکھی وہ قومون پر راستی ظاہر کرے گا۔ وہ نہ گھٹے گا اور نہ تھکے گا۔ جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے۔ بیابان اور اس کی بستیان کیدار (یعنے عرب کے آباد دیہات جس سے مکہ معظمہ وغیرہ مراد ہین) اپنی آواز بلند کرین خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا۔ (خداوند سے مراد ظلی طور پر آنحضرت ہین کیونکہ وہ مظہر اتم الوہیت اور درجہ سوم قرب پر ہین جیسا کہ کئی دفعہ ہم بیان کر چکے ہین) وہ اپنے تئین اپنے دشمنون پر قوی دکھلائے گا۔ قدیم سے مین خاموش رہا ہون اور ستایا اور آپ کو روکے رکھا پر اب مین اس عورت کی طرح جو درد زہ مین ہے چلاؤنگا مین بیابان اور ٹیلون کو ویران کر ڈالونگا۔ اور اندھون کو اس راہ سے جسے وے نہین جانتے لیجاؤنگا۔

ایسا ہی یوحنا نبی نے آنحضرت صلعم کی جلالیت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے بطور پیشگوئی کی گواہی دی جو انجیل متی باب سوم مین اس طرح پر درج ہے (۱۱) مین تو تمہین توبہ کے لئے پانی سے بپتسما دیتا ہون لیکن وہ جو میرے بعد آتا ہے مجھ سے قوی تر ہے کہ مین اس کی جوتیان اٹھانے کے لایق نہین وہ تمہین روح قدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا اس پیشگوئی پر محض نادانی کی راہ سے عیسائی لوگ خصومت کرتے ہین کہ یہ حضرت مسیح کے حق مین ہے مگر یہ دعوے سراسر باطل و بے بنیاد ہے اول تو حضرت مسیح حضرت یوحنا کے ہمعصر تھے نہ کہ بعد مین آنیوالے اور بعد مین ابنیت کا منصب پانیوالے ماسوا اسکے ہر ایک شخص جان سکتا ہے کہ دائمی طور پر سچے طالبون کو روح قدس اور آتش محبت سے بپتسمہ دینے والا آسمان کے نیچے صرف ایک ہی ہے یعنے جناب سیدنا و مولانا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم جسکے جلال تام کا حضرت مسیح اپنی پیشگوئیون مین آپ اقرار کرتے ہین اور اسی روح کے بپتسما کیطرف اللہ تعالے نے قرآن شریف مین اشارہ بھی فرمایا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وایدہم بروح منہ یعنے خدا تعالے مومنون کو روح قدس سے تائید کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے صبغت اللہ ومن احسن من اللہ صبغہ یعنے یہ خدا کا بپتسمہ ہے اور کون سا بپتسما اس سے بڑھ کر خوبصورت ہے۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو قوم روح القدس سے کسی وقت تائید دی گئی ہے وہ اب بھی دیجاتی ہے کیونکہ اب بھی وہی خدا ہے جو پہلے تھا اور قوم بھی وہی ہے جو پہلے تھی سو اگر حضرات عیسائیون کو اس بات مین کچھ شک ہو کہ اس پیشگوئی کا مصداق آنحضرت ہین حضرت مسیح نہین ہین تو نہایت صاف اور سہل طریق فیصلہ کرنیکا یہ ہے کہ چالیس دن تک کوئی ایسے پادری صاحب جو اپنی قوم مین نہایت بزرگ اور روح قدس بپتسمہ پانے کے لایق خیال کئے جاتے ہین اور ان کی بزرگواری اور خدا رسیدہ ہونے پر اکثر عیسائیون کو اتفاق ہو وہ اس امر کی آزمایش و مقابلہ کے لئے کہ روح قدس کی تائیدات سے کونسی قوم عیسائیون اور مسلمانون مین سے فیضیاب ہے کم سے کم چالیس دن تک اس عاجز کی رفاقت اور مصاحبت اختیار کرین پھر اگر کسی کرشمہ روح القدس کے دکھلانے مین وہ غالب آجائین تو ہم اقرار کرینگے کہ یہ پیشگوئی حضرت مسیح کے حق مین ہے اور نہ صرف اقرار بلکہ اسکو چند اخبارون مین چھپوا بھی دینگے لیکن اگر ہم غالب آگئے تو پادری صاحب کو بھی ایسا ہی اقرار کرنا پڑیگا اور اخبارون مین چھپوا بھی دینا ہوگا کہ وہ پیشگوئی حضرت محمد کے حق مین تھی مسیح کو اس سے کچھ علاقہ نہین بلکہ اس تصنیف کے لئے ہماری صحبت مین بھی رہنا کچھ ضروری نہین یہ عاجز عنقریب اس رسالہ کے بعد رسالہ سراج منیر کو انشاء اللہ القدیر چھپوانیوالا ہے وہ سب مضمون روح القدس کی تائید سے ہی بہم پہنچا ہے سو اب کوئی ایسا عیسائی جو قوم مین بزرگوار اور واقعی نیکبخت ہو اسکا مقابلہ کرکے دکھلاوے ورنہ کون دانا ہے جو بے امتحان ان کی روح القدس کے بپتسما کا قایل ہوگا۔

چون گمانے کنم اینجا مدد روح قدس
کہ مرا در دل شان دیو نظر مے آید
این مدد ہاست در اسلام چو خورشید عیان
کہ بہر عصر مسیحائے دگرے آید

اب ہم پھر اصل کلام کیطرف رجوع کرکے کہتے ہین کہ شان جلیل و عظیم آنحضرت صلعم جو مظہر اتم الوہیت ہین جیسے تمام نبی ابتدا سے بیان کرتے آئے ہین ایسا ہی حضرت مسیح نے اس شان عالی کا اقرار کیا ہے۔ یہ اقرار جابجا انجیلون مین موجود ہے بلکہ اسی اقرار کے ضمن مین حضرت مسیح اقرار کرتے ہین کہ میری تعلیم ناقص ہے کیونکہ ہنوز لوگون کو کامل تعلیم کی برداشت نہین مگر وہ روح راستی جو نقصان سے خالی ہے (یعنے سیدنا حضرت محمد جسکا قرآن شریف مین بھی نام حق آیا ہے) وہ کامل تعلیم لائیگا اور لوگون کو نئی باتون کی خبر دیگا انجیل برنباس مین تو صریح نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو محمد ہے درج ہے اور اسکے ٹالنے کے لئے یہ ناکارہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ مسلمانون نے کسی زمانہ مین یہ نام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کتاب برنباس مین درج کر دیا ہوگا یا خود کتاب تالیف کر دی ہوگی گویا مسلمان لوگ کسی رات کو اتفاق کرکے مسیحی کتب خانو مین جا گھسے اور اپنی طرف سے برنباس انجیلون مین جابجا محمد نبی نام درج کر دیا یا خود یونانی یا عبرانی زبانون مین اپنی طرف انجیل برنباس بنا کر اور کئی ہزار نسخے اسکے لکھ کر پوشیدہ طور پر جبکہ عیسائی سوتے تھے وہ کتابین ان کے کتب خانون مین رکھ آئے لیکن ایک فاضل انگریز عیسائی جس نے کچھ تھوڑا عرصہ ہوا قرآن شریف کا انگریزی مین ترجمہ کیا ہے اس نے اپنے دیباچہ مین اس تقریب کے بیان مین کہ انجیل برنباس مین پیشگوئی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے مین موجود ہے۔ یہ قصہ تحریر کیا ہے کہ برنباس کی انجیل پوپ پنجم کے کتب خانہ مین تھی اور ایک راہب جو اس پوپ کا دوست تھا اور مدت سے اس انجیل کی تلاش مین تھا وہ پوپ کی الماری مین جبکہ پوپ سویا ہوا تھا۔ اس انجیل کو پاکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہ میری وہ مراد ہے جو مدت کے بعد پوری ہوئی اور اس انجیل کو اپنے دوست پوپ کی اجازت سے لے گیا اور نام آنحضرت صلعم کا یعنے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھلا کھلا انجیل مین لکھا ہوا پاکر

استفسار اور ان کے جواب

سوال - ایک وقت میں طلاق کامل ہو سکتا ہے یا نہیں اور تین طلاق کے بعد پہلا خاوند نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ -

جواب - ایک ہی وقت میں طلاق کامل نہیں ہو سکتی در اصل تین ماہ میں ہونی چاہئے۔ فقہا نے ایک مرتبہ تین طلاق دینے کو جائز رکھا ہے لیکن اس میں یہ رعایت رکھی گئی ہے کہ عدت کے بعد اگر خاوند رجوع کرنا چاہے تو وہ عورت اسی خاوند سے نکاح کر سکتی ہے اور دوسرے شخص سے بھی کر سکتی ہے۔

سوال - جب تین طلاق ہو جاویں تو کیا پہلا خاوند پھر بھی نکاح کر سکتا ہے۔

جواب - جب تین طلاق واقع ہو جائیں تو پہلا خاوند اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔ جب تک کسی دوسرے سے وہ نکاح نہ کرے اور پھر وہ خاوند اس کو طلاق دیدیوے مگر عمداً ایسا نہ دے کہ پہلا شخص اس سے نکاح کرے۔ اس کا نام حلالہ ہے اور یہ حرام ہے۔ ہاں اگر ایسے اسباب پیش آجاویں کہ وہ دوسرا شخص اس عورت کو طلاق دیدیوے تو پھر وہ پہلے شخص سے شادی کر سکتی ہے لیکن اگر ایک ہی مرتبہ تین طلاق دی جاویں اور پھر عدت گذرنے کے بعد وہی خاوند نکاح کرنا چاہے تو وہ نکاح کر سکتا ہے کیونکہ اس کی یہ طلاق شرعی طریق پر نہیں دی گئی جس میں تین ماہ کی عدت مقرر ہے۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ مرد اپنے نفع و نقصان کو سمجھ لے۔ دو طلاقیں دیکر اگر تیسری نہیں دی اور عدت گذر گئی ہے تب بھی رجوع ہو سکتا ہے +

سوال - اکیلا وتر پڑھنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب - فرمایا ہم نے اکیلا وتر پڑھنے کا حکم کہیں نہیں دیکھا ہاں دو رکعت کے بعد خواہ سلام پھیر کر تیسری رکعت پڑھے خواہ تینوں رکعت ایک ہی نیت سے پڑھ لے +

سوال - مخالف کے جنازہ کے متعلق کیا ارشاد ہے؟

جواب - متوفی اگر بالجہر مکذب اور مکفر نہ ہو تو اسکا جنازہ بے شک پڑھ لیا جاوے کوئی حرج نہیں کیونکہ علام الغیوب خدا ہی کی ذات ہے۔

سوال - مخالف مکذب کے ساتھ السلام علیکم کہنا اور سلام کا جواب دینا اور خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں؟

جواب - جو گالیاں نکالتے ہیں اور صریح مخالف ہیں ان کا سلام نہ لو نہ دو۔ نہ ان سے ملکر کھانا کھاؤ البتہ خرید و فروخت جائز ہے اس میں کسی کا احسان نہیں۔

نوٹ - جو شخص یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں کسی ایک فریق کے ساتھ نہیں وہ بھی مکذب ہی ہے ایسے لوگ منافق ہوتے ہیں۔

سوال - انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا کس کی شان میں ہے۔

جواب - اگر قرآن شریف کو دیکھا جاوے۔ تو جہاں یہ آیت ہے وہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں ہی کا ذکر ہے سارے مفسر اسپر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ امہات المومنین کی صفت اس جگہ بیان فرماتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے الطیبات للطیبین یہ آیت چاہتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر والے طیبات ہوں ان اس میں صرف بیبیاں ہی شامل نہیں بلکہ آپ کے گھر کے رہنے والی ساری عورتیں شامل ہیں اور اس لئے اس میں بنت بھی داخل ہو سکتی ہے بلکہ ہے۔ اور جب فاطمہ رضی اللہ عنہا داخل ہوئیں تو حسنین بھی داخل ہوئے پس اس سے زیادہ یہ آیت وسیع نہیں ہو سکتی جتنی وسیع ہو سکتی تھی ہم نے کردی۔ کیونکہ قرآن شریف ازواج کو مخاطب کرتا ہے اور بعض احادیث نے حضرت فاطمہ اور حسنین کو مطہرین میں داخل کیا ہے پس ہم نے دونوں کو یکجا جمع کرلیا۔ شیعہ نے ازواج مطہرات کو سب و شتم سے یاد کیا ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کو معلوم تھا کہ یہ لوگ ایسا کرینگے اس لئے قبل از وقت ان کی برأت کردی۔

سوال ہوا کہ بعض مخالف کہتے ہیں ہم پر کیوں طاعون نہیں آتی +

جواب میں فرمایا کہ ایک تنگ دروازہ سے جب لاکھ آدمی گذرنے والا ہے تو کیا وہ سب کے سب ایک ہی دفعہ گذر جائیں گے۔ یا کسی آدمی نے لاکھ آدمی کی دعوت کی ہے تو کیا سب کو یکدم کھانا کھلاویگا۔ نہیں بلکہ نوبت بنوبت طاعون کا دورہ بہت لمبا ہے ابھی سے کیوں گھبراتے ہیں دو چار موٹے موٹے مخالف اگر جلد ہی مرجاویں تو پھر خاتمہ ہی ہوجاوے ان مخالفوں کی ہی وجہ سے تو انوار۔ برکات۔ اور خوارق کا نزول ہوتا ہے۔ اور ہوگا۔ ابھی بعض کو ہدایت بھی ہوگی + اور خدا تعالیٰ کا قانون اسی طرح پر چلا آتا ہے +

سوال - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو پوچھا رب ارنی کیف تحی الموتے اس سے کیا غرض ہے؟

جواب - اس میں اللہ تعالیٰ کا مطلب جس کو سر الٰہی سمجھنا چاہئے یہ ہے۔ کہ ہر ایک چیز میری آواز سنتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردوں کے زندہ ہونے پر کوئی شک پیدا نہیں ہوا کیونکہ ہم تو ہر روز دیکھتے ہیں کہ متفق اپنی اغذیہ میں سے جانور پیدا ہو جاتے ہیں۔ پیٹ میں بچہ پیدا ہو جاتا ہے کیا وہ پہلے مردہ نہیں ہوتا۔ پس واقعات سے انکار کرنے والا تو بڑا احمق ہوتا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تو اصل سر سے واقف ہونا چاہتے تھے۔ پس خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک چیز میری آواز سنتی ہے جیسے پرندے تمہاری آواز سن کر دوڑے چلے آتے ہیں اسی طرح ہر ایک چیز میری آواز سنتی اور میرے پاس دوڑی چلی آتی ہے یہانتک کہ ادویہ اور اغذیہ جو انسان کے پیٹ میں جاتی ہیں اور ہر ذرہ ذرہ میری آواز سنتا ہے پس یہاں اللہ تعالیٰ ایمان اور معرفت کا یقین دلانا چاہتا ہے +

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق کو خالق سے ایک باریک کشش ہوتی ہے جیسے کسی کا شعر ہے ؎

ہمہ را روے در خدا دیدم
واں خدا بر ہمہ ترا دیدم

خدا تعالیٰ نے جو ملائکہ کی تعریف کی ہے وہ ہر ایک ذرہ ذرہ پر صادق آسکتی ہے جیسے فرمایا

ان من شئ الا یسبح بحمدہ ویسے ملائکہ

کی نسبت فرمایا یفعلون ما یؤمرون۔ اسکی تشریح نسیم دعوت میں خوب کردی ہے ہر ایک ذرہ ملائکہ میں داخل ہے اگر ان اعلےٰ کی سمجھ نہیں آتی تو پہلے ان چھوٹے چھوٹے ملائکہ پر نظر ڈالکر دیکھو۔ ملائکہ کا انکار انسان کو دہریہ بنا دیتا ہے۔ غرض اس قصہ میں اللہ تعالیٰ کو یہ دکھانا مقصود ہے کہ ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کی تابع ہے اگر اس سے انکار کیا جاوے تو پھر تو خدا تعالیٰ کا وجود بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ آخیر میں اللہ تعالیٰ کی صفت عزیز اور حکیم بیان کی ہے۔ یعنے اسکا غلبہ قہری ایسا ہے کہ ہر ایک چیز اسکی طرف رجوع کر رہی ہے بلکہ جب خدا تعالیٰ کا قرب انسان حاصل کرتا ہے تو اس انسان کیطرف بھی ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے جس کا ثبوت سورۃ العادیات میں ہے۔ اسکے متعلق جو آپ نے فرمایا وہ دوسرے وقت درج کرینگے انشاء اللہ العزیز۔ عزیز حکیم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسکا غلبہ حکمت سے بھرا ہوا ہے ناحق کا دکھ نہیں ہے +